ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

۸ رجب ۱۴۲۹ھ ------ اگست ۲۰۰۸ء

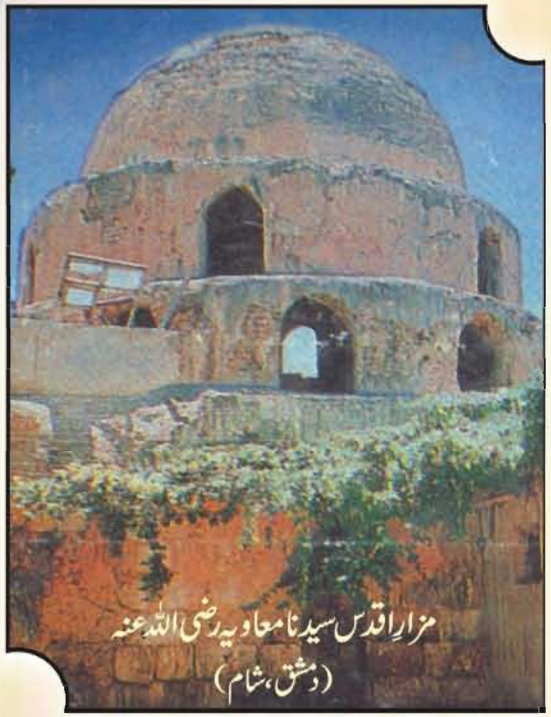

مزارِ اقدس سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ
(دمشق، شام)

- خلیفۂ راشد سیدنا معاویہ بن ابی سفیانؓ
- سانحۂ لال مسجد......نہ زخم کریدو کہ لہو رِستا ہے
- اُن کی آمد سے پہلے اور واپسی کے بعد
- علی گڑھ یونیورسٹی میں شاہ جی کا سحرِ خطابت
- مرزا نذیر احمد عینک فریمی......ایک مزاح گو شاعر
- آئندہ مردم شماری اور قادیانی

نورِ ہدایت

القرآن

''جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے پہلے (ایمان لائے) مہاجرین میں سے بھی اور انصار میں سے بھی اور جنھوں نے نیکوکاری کے ساتھ اُن کی پیروی کی خدا اُن سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں اور اُس نے اُن کے لیے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اور) ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔'' (التوبہ:۱۰۰)

الحدیث

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے متعلق خود براہِ راست حدیث نقل کرتے ہوئے بیان کیا کہ: ''ایک موقع پر سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ: ''اے معاویہ! اگر تم مسلمانوں کے والی و حاکم اور خلیفہ بن جاؤ؟ تو پھر اللہ کا لحاظ رکھنا اور انصاف کرتے رہنا۔''

(''تطہیر الجنان''، ص ۱۵، طبع مصر، ۱۹۵۶ء)

الآثار

انجام کیا ہوگا؟

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد علیہ الرحمتہ

''آپ مادرِ وطن چھوڑ کر جارہے ہیں۔ آپ نے سوچا اس کا انجام کیا ہوگا؟...... آپ کے اس طرح فرار ہوتے رہنے سے ہندوستان میں بسنے والے مسلمان کمزور ہوجائیں گے۔ اور ایک وقت ایسا بھی آسکتا ہے جب پاکستان کے علاقائی باشندے اپنی اپنی جداگانہ حیثیتوں کا دعویٰ لے کر اٹھ کھڑے ہوں۔ بنگالی، پنجابی، سندھی، بلوچ اور پٹھان خود کو مستقل قومیں قرار دینے لگیں۔

کیا اس وقت آپ کی پوزیشن پاکستان میں بن بلائے مہمانٔ کی طرح نازک اور بے کسانہ نہیں رہ جائے گی؟...... ہندو آپ، کا مذہبی مخالف تو ہوسکتا ہے، قومی اور وطنی مخالف نہیں۔ آپ اس صورتِ حال سے نمٹ سکتے ہیں۔

مگر پاکستان میں آپ کو کسی وقت بھی قومی اور وطنی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑ جائے گا جس کے آگے آپ بے بس ہوجائیں گے۔''

(یو۔پی سے پاکستان جانے والے ایک وفد سے گفتگو، ۱۹۴۷ء)

(''ایوانِ اردو'' دہلی، ''مولانا ابوالکلام آزاد نمبر'' جلد ۲، شمارہ ۸، دسمبر ۱۹۸۸ء)

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 19 شمارہ 8 رجب 1429ھ / اگست 2008ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بانی: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ثانی: ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

دل کی بات:	اداریہ	مدیر	2
شذرہ:	آئندہ مردم شماری اور قادیانی	عبداللطیف خالد چیمہ	3
افکار:	جشنِ آزادی	سید عطاء المحسن بخاری	4
"	ان کی آمد سے پہلے اور واپسی کے بعد	سید محمد معاویہ بخاری	6
"	کون سا "نظام" چاہتے ہیں؟	عبدالمنان معاویہ	10
"	سانحہ لال مسجد.....زخم کریدو تو لہو رستا ہے	مسز نائلہ خاور	12
تذکرہ صحابہؓ	علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما.....دونوں حق پر	ترجمہ: صبیح ہمدانی	16
"	خلیفۂ عادل و راشد سیدنا معاویہ بن ابی سفیانؓ	سید عطاء المنان بخاری	17
شاعری:	نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر محمد اکرم تائب	27
"	انجامِ گلستاں.....؟	سید ابوذر بخاری	28
گوشۂ امیرِ شریعت	علی گڑھ یونیورسٹی میں شاہ جی کا سحرِ خطابت	شان الحق حقی مرحوم	29
"	علی گڑھ یونیورسٹی میں شاہ جی کی معرکۃ الآراء تقریر	مولوی محمد سعید	30
شخصیت:	مرزا نذیر احمد بیگ فرنگی (نابغۂ روزگار مزاح گو)	عبداللطیف الفت	32
ردِّ قادیانیت:	نصابِ تعلیم میں عقیدۂ ختمِ نبوت کی ضرورت	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	40
"	قادیانیوں کا صد سالہ جشن.....(چھٹی قسط)	پروفیسر خالد شبیر احمد	43
"	بین الاقوامی سطح پر قادیانیوں کی سرگرمیوں کے سدِّباب کی ضرورت	عبداللطیف خالد چیمہ	47
مکتوب:	مولانا عتیق الرحمن سنبھلی کا مکتوبِ گرامی	ادارہ	51
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	53
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	54
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	62

majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com
www.mahrar.com

تحریک تحفظِ ختمِ نبوت ـ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل ٹو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری

مدیرِ مسئول

سید محمد کفیل بخاری

رفقائے تحریر

پروفیسر خالد شبیر احمد

عبداللطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر

محمد الیاس میراں پوری

ilyas_miranpuri@yahoo.com
ilyasmiranpuri@gmail.com

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک ——— 200/- روپے
بیرونِ ملک ——— 1500/- روپے
فی شمارہ ——— 20/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 100-5278-1

بینک 02786 یو بی ایل چوک مہربان ملتان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

دل کی بات	مدیر

''ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات''

وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی ساٹھ رکنی وفد کے ساتھ اپنے پہلے سرکاری دورۂ امریکہ پر روانہ ہوگئے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق اس دورے پر صرف دس لاکھ ڈالر خرچ ہوں گے۔ تجزیہ نگاروں کے مطابق اس دورے میں بش اور گیلانی کے درمیان پاکستان اور افغانستان کے سرحدی علاقوں کی عسکری صورتِ حال، نیٹو افواج کے پاکستانی علاقوں پر حملے، نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ اور دیگر سیاسی و اقتصادی اور دفاعی مسائل پر گفتگو ہوگی جبکہ حقیقتاً نئے امریکی فیصلے ڈکٹیٹ کرائے جائیں گے۔

حالات جس ڈگر پر جا رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ملک کی خود مختاری ختم اور سلامتی خطرے میں ہے۔ ہمارے تمام تر فیصلے امریکہ کر رہا ہے۔ امریکی عہدیدار اکثر خود یہاں آجاتے ہیں اور کبھی ہمیں اپنے پاس بلا کر فیصلے سنا دیتے ہیں۔ نائن الیون کے بعد ہمارے حکمران جس طرح امریکہ بہادر کے سامنے ڈھیر ہوئے اس کے نتائج پوری قوم بھگت رہی ہے۔ امریکی دباؤ مسلسل بڑھ رہا ہے اور پاکستان سے "Do More" (کچھ اور) کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ یعنی جو کچھ ہم نے اب تک امریکہ کے لیے کیا ہے، وہ سب ناکافی ہے۔ صدر بش کے بقول اب امریکہ کو پاکستان سے شدید خطرہ ہے کیوں کہ پاکستان کے اندر سے افغانستان کے خلاف کارروائیاں ہو رہی ہیں۔

افغانستان میں بھارتی سفارت خانے پر حملہ ہو تو الزام پاکستان پر۔ اتحادی افواج پر طالبان کے حملوں میں پچاس فیصد اضافہ ہو تو ذمہ دار پاکستان، افغانستان میں موجود نیٹو افواج پاکستان میں داخل ہو کر فوجی چوکیوں اور عام شہری مقامات پر راکٹ برسا رہی ہیں۔ ہم اپنے فوجیوں اور عوام کی لاشیں روز اٹھا رہے ہیں اور کچھ کہنے کرنے کی ہمت نہیں۔ کنٹرول لائن پر بھارتی فوج فائرنگ کر رہی ہے۔

وزیراعظم گیلانی کہتے ہیں کہ ''پاکستان میں کسی ملک کو کارروائی کی اجازت نہیں دیں گے۔'' اور اتحادی فوجیں آئے روز پاکستان کے اندر کارروائیاں کر رہی ہیں۔ انھیں اجازت کی ضرورت ہی نہیں۔

صدر پرویز نے کہا ہے کہ: ''اتحادی فوج کی جارحیت پر جوابی کارروائی کا حق رکھتے ہیں۔ اتحادی پاکستان میں بلاوجہ کارروائیاں کر رہے ہیں۔'' سوال یہ ہے کہ اس حق کو وہ کب استعمال کریں گے؟''

وزیراعظم گیلانی، زرداری، نواز شریف اور مولانا فضل الرحمٰن سب کہہ رہے ہیں ملک جا رہا ہے، ملک بچانے کی فکر کریں۔

یہ سب کچھ اچانک نہیں ہوا۔ عالمی استعمار نے بڑی محنت کر کے یہ حالات پیدا کیے ہیں۔ عدلیہ کی آزادی اور بحالی کی تحریک دم توڑ چکی ہے۔ پٹرول کی قیمت میں مسلسل اضافہ، تعمیراتی سامان کی قیمتوں میں پچاس فیصد اضافہ، ورلڈ بینک کی طرف سے اشیاء کی قیمتیں مزید بڑھانے کا مطالبہ۔ بجلی، گیس، پانی، آٹے کا بحران، سٹاک ایکسچینج میں تاریخ کے ہولناک مندے پر لوگوں کا احتجاج اور توڑ پھوڑ، ملٹی نیشنل کمپنیوں کی راج دھانی، بے یقینی، بے اعتمادی، خوف و ہراس اور معاشی بحران کے عفریت نے عوام کو جکڑ رکھا ہے۔ یہ امریکی غلامی کو قبول کرنے کے جرمِ ضعیفی کی سزا ہے۔ جو مرگِ مفاجات پر منتج ہوگی۔

ہے کوئی؟ جو غلامی کی ان زنجیروں کو توڑ دے اور پاکستان کو آزاد کرا لے۔

آئندہ مردم شماری اور قادیانی

عبداللطیف خالد چیمہ

حکومتی اعلان کے مطابق آئندہ مردم شماری قریب آ رہی ہے۔ قادیانی جماعت چونکہ بنیادی طور پر جھوٹ، افتراء اور دجل و تلبیس کی پیداوار ہے اور دنیا میں اپنی آبادی کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کی عادی ہے۔ اس لیے وہ نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں اپنے پیروکاروں کی تعداد کو کئی سے ضرب دے کر اس کو اپنی فتح و کامرانی سے تعبیر کرنے کی عادی ہو چکی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک بھر میں ہونے والی مردم شماری میں متعلقہ سرکاری ادارے اس امر کو یقینی بنائیں کہ قادیانی مردم شماری آئین اور قانون کے مطابق ہو اور بر بنائے دیانت قادیانیوں کی اصل آبادی سامنے آ جائے کیوں کہ پاکستان میں جب بھی قومی مردم شماری کا مرحلہ آتا ہے تو لاہوری و قادیانی مرزائی خود کو غیر مسلم (قادیانی، احمدی) لکھوانے سے گریزاں ہوتے ہیں اور پُراسرار اخفاء کا یہی طرزِ عمل اُن کی پالیسی کا خاصہ ہے۔

، آبادی کا جو تناسب قادیانی ذکر کرتے ہیں اس سے ہمیں بانیٔ قادیانی جماعت مرزا قادیانی کی کتاب ''براہین احمدیہ'' کی یہ تحریر یاد آ رہی ہے:

> ''پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک ''نقطہ'' کا فرق ہے۔ اس لیے پانچ حصوں میں وہ وعدہ پورا ہو گیا۔''
>
> (ماخوذ ''براہین احمدیہ'' صفحہ ۹، حصہ پنجم)

اس سلسلے میں ہم صورت حال کو فنی اور حقیقی بنیادوں پر سمجھنے اور اُن کا ادراک رکھنے والے حضرات سے تاکیداً گزارش کریں گے کہ وہ ہماری بھی رہنمائی فرمائیں۔ تاکہ سب مل جل کر اس محاذ پر بھی منکرین ختم نبوت کی سازشوں کو ناکام بنا سکیں۔

☆☆☆

جشنِ آزادی......!

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

میں نے آزادی دیکھی، آزادی ناچ رہی تھی، آزادی گا رہی تھی، آزادی اچھل کود اور غل غپاڑے میں بری طرح مستعمل تھی۔ لوگ آزادی کو بے دریغ ''ورت'' رہے تھے۔ پاکستانی نسل جس نے آزادی کے لیے ایک تنکا نہیں توڑا، پاکستانی قوم جسے آزادی کے لیے کانٹا بھی نہیں چبھا۔ پاکستانی روشن خیال جنھوں نے غلامی کی طویل شب کو شب عروس سمجھا......انھیں قتل کی آزادی ہے۔ بم بازی کی آزادی ہے۔ اغوا کی آزادی ہے، چوری کی آزادی ہے، زیادتی، شراب، جوأ کی آزادی ہے، دھوکے، فریب، دغا کی آزادی ہے، ڈاکہ زنی کی آزادی ہے۔ دودھ، دہی، دال، چاول، گندم، دھنیا، نمک، مرچ، مسالہ میں ملاوٹ کی آزادی ہے۔ دن بھر سبزیاں مہنگی بیچنے اور رات گئے ریڑھیاں، چھابے گندگی کے ڈھیروں پر پھینکنے کی آزادی ہے۔ اور اس آزادی میں عورت کا ۵۲ فیصد حق ہے۔ لہٰذا وہ آزاد ہے، ماں باپ سے، بہن بھائی سے، بیوی خاوند سے اور مذہب اور دینی قیود و حدود سے بھی تو عورت آزاد ہے۔ وہ بال کٹوائے، منہ، گردن، سینہ، بانہیں ننگی کرے، وہ آزاد ہے۔ آزادی بہت بڑی نعمت ہے اور عورت کی نعمتوں کی قدر کرنا جانتی ہے۔ وہ ناچے، گائے سوئمنگ کرے یا گیمز میں حصہ لے وہ آزاد ہے۔ اب تو آزادی ہے۔ آزادی ناچے گی خواہ ''گوڈے'' اور ''گٹے'' ٹوٹ جائیں، آزادی ناچے گی، یہ پاکستانی ثقافت ہے۔ ہٹ او مُلّا! مجھے آج جی بھر کے آزادی منانے دے۔ یہ جشن آزادی پھر کہاں؟ اور تو کیا جانے آزادی کے کیا مزے ہیں؟ یہ ثقافتیے، یہ لاحقے، یہ سابقے، یہ بے تکے بیانئے، یہ آزادیے کہہ رہے تھے، بھاشن بگھار رہے تھے کہ ہم نے مُلّا ازم کو دفن کر دیا ہے۔ آزادی ایک روشنی ہے جس کی چکا چوند سے ہم روشن خیال ہی آزادی منا سکتے ہیں۔ آزادی کا ایک ایک لمحہ یادگار ہے، قومی زندگی کے ثقافتی جسد میں آزادی ہی روحِ رواں ہے۔ آزادی ہی جاوداں ہے، یہ لامکاں، ماورائے حدامکاں، یہ کن فکاں، یہ سب قیاس و گماں ہے۔ آزادی مکان ہے، مکان واجب ہے، سرالاسرار ہے اور آزادی کے خیال ہی سے ہم پُر بہار رہتے ہیں اور امریکہ کی غلامی کے دن بھی ہمیں سازگار رہتے ہیں۔ اس حال میں جب بھی آزادی سے میں ملا ہوں' وہ مجھے اپنی اپنی سی لگی اور جب بھی پابندیوں میں اس کو ملا ہوں تو وہ نری باقیات ضیاء الحق لگی۔ ایسی آزادی کے ''فرق'' پہ خاک جو دل میں خوفِ خدا پیدا کرے، جو مہنگائی کو ''پھٹکارے'' جو سڑکوں پر رینگنے والی ابلیسی قوت سرمایہ دارانہ نظام کو ''درکارے'' جو لگژری کو انسانی زندگی میں گھلا ہوا زہرِ بے تریاق کہے، جو اسلام آباد کے غاصب ٹولے اور امریکی کمیوں کو شیطانی اشرافیہ بتائے۔ وہ آزادی ہمیں نہیں چاہیے جو ہم جاگیرداروں کی گردن ناپے۔ ایسی آزادی کے ہم قائل نہیں' جس میں حکمرانوں کے ایک اعلان سے ظالموں، جابروں اور مستبدوں کا جسم خبیث پسینے سے شرابور ہو جائے اور فریبی آنکھیں تملق کے بدبودار قطرے ٹپکائیں

مگر دل ''آزادی'' کے گیت گائے۔''آزادی'' کے انتظار میں اپنے متعفن لاشے کو ہلکان کردے۔

آزادی کے لیے جنگ کوئی لڑے، قربانیاں کوئی دے، موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کو ہزیمت سے ہمکنار کوئی کرے، دشمن کو اپنی سرزمین سے کوئی بھگائے لیکن ''ٹیبل ٹاک'' کے دھنی ٹیبل پر بیٹھ کر سازشی بندر بانٹ کرلیں۔ یہود و نصاریٰ کی اتباع میں سیکولرازم اور لبرل ازم کی بانسری بجائیں۔ جیسا آج کل افغانستان میں ہو رہا ہے۔ ایک گیم کھیلی جارہی ہے۔ فساق و فجار قریب کفار کو مسلط کرنے کی امریکی خواہش آخری مرحلے میں ہے۔ پھر وہاں بھی آزادی ہی آزادی ہے۔ روشن خیال ''وسیع البنیاد'' بے اساس و بدنہاد جو آزادی دے سکتے ہیں۔ افغانستان کا کوئی فرزند ناہموار جو آزادی دے سکتا ہے، وہ ایک بنیاد پرست سے کیسے متوقع ہوسکتی ہے؟ وہ آزادی اللہ کا دین نہیں دیتا۔ ایک مسلمان اس آزادی کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ اگر ایسی ہی آزادی چاہیے تھی تو وہ امریکہ و یورپ میں بھی اور غلام ہندوستان میں بھی تھی۔ اس کے لیے پاکستان الگ ریاست بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ ایسی قوم تیار کرنا تھی تو وہ تو یہودیوں، عیسائیوں اور بدھسٹوں کے ہر ملک میں موجود تھی۔ اس کے لیے پچپن ہزار بیٹیاں، ان گنت معصوم بچے اور لاتعداد بوڑھوں کو بے گور و کفن پاکستان کے راستے میں بچھانے کی کیا ضرورت تھی؟ ہاں! کیا ضرورت تھی؟

اور آزادی اس محبوس، متعفن فضا میں تھر تھر کانپتی لڑکھڑاتی، سر میں خاک ڈالتی دور خلاؤں میں گھور رہی تھی۔ اسے کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا......

جی نڈھال، چشمِ نم   اے سکوتِ شامِ غم
سیلِ درد پیش و پس   آس پاس تیرگی
بے کنار ظلمتیں   بے قیاس تیرگی

(۲۴/اگست ۱۹۹۶ء)

سلیم الیکٹرونکس

SALEEM ELECTRONICS, MULTAN

ڈاؤلینس ریفریجریٹر اے سی
سپلٹ یونٹ کے بااختیار ڈیلر

SALEEM
ELECTRONICS
HUSSAIN AGAHI ROAD, MULTAN

Dawlance
ڈاؤلینس لیا تو بات بنی

061- 4512338
061- 4573511
حسین آگاہی روڈ ملتان

ان کی آمد سے پہلے اور واپسی کے بعد

سید محمد معاویہ بخاری

ہمارے ہاں امن وامان کی صورت حال اتنی غیر یقینی کیوں رہتی ہے؟ یہ وہ سوال ہے جو آج ہر پاکستانی کی زبان پر ہے۔ لوگ حقیقت جاننا چاہتے ہیں کہ آخر اس ملک کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ اور کیوں ہو رہا ہے؟ کیا تماشہ ہے کہ چند روز پہلے حکومتی زعما اعلان کرتے ہیں سوات، باجوڑ، مہمند ایجنسی خیبر ایجنسی جنوبی وشمالی وزیرستان سمیت تمام قبائلی علاقوں، میں امن قائم کرنے کے معاہدے طے پاگئے ہیں۔ لہٰذا آنے والے دنوں میں حالات مزید بہتر ہو جائیں گے، لیکن پھر اچانک مشیر داخلہ، وزیر اعظم یا ایوان صدر کی جانب سے داغا گیا ایک بیان پرسکون پانیوں میں ارتعاش پیدا کر دیتا ہے کہ دہشت گردوں سے کسی قسم کے مذاکرات نہیں کیے جائینگے۔ دہشت گردی کو پوری قوت سے کچل دیا جائے گا۔ شدت پسندوں کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے گا۔ حکومت طالبان سے امن مذاکرات نہیں کر رہی بلکہ صرف پُرامن قبائلیوں سے بات چیت ہو رہی ہے وغیرہ وغیرہ۔ مندرجہ بالا بیانات کی حدت کچھ دنوں برقرار رہتی ہے اور پھر ان میں بتدریج تبدیلی شروع ہو جاتی ہے اور اس قسم کی خبریں تسلسل سے آنے لگتی ہیں کہ طالبان سے مذاکرات کامیاب ہو گئے، سوات میں شریعت کے نفاذ کا معاہدہ طے پا گیا، امن جرگہ سے کامیاب مذاکرات کے بعد طالبان نے پرامن رہنے کی حامی بھر لی وغیرہ وغیرہ۔...... اتار چڑھاؤ کی پالیسی پر مبنی بیانات کا پس منظر جاننے کیلئے ضروری ہے کہ ان کا بغور جائزہ لیا جائے۔ چنانچہ صرف ایک ماہ کے اخبارات اٹھا کر ایسے تمام بیانات کو ایک ترتیب سے رکھا گیا تو جو نتیجہ سامنے آیا وہ یہ تھا کہ قبائلی علاقوں میں قائم ہوتے اور ٹوٹتے امن معاہدوں کے حوالہ سے جتنے بیانات دیئے گئے وہ حکومت کی لاچاری، بے بسی کے عکاس ہیں، ان میں سے کچھ بیانات امریکی عہدیداروں کی پاکستان آمد سے پہلے کے ہیں اور کچھ بعد کے۔ مثال کے طور پر ۲۳ جون تک کسی امریکی عہدیدار کی آمد متوقع نہیں تھی چنانچہ اخبارات میں شائع ہونے والی ایک خبر میں بتایا گیا کہ ''وفاقی حکومت نے سوات سے فوج کی واپسی کا عندیہ دے دیا ہے جس کی منظوری کور کمانڈرز کے آئندہ اجلاس میں دی جائیگی، جبکہ پاک فوج کی واپسی کے حوالے سے باقاعدہ اعلان وزیر اعظم کریں گے۔ (نوائے وقت ۲۳ / جون)

اسی روز ایک اور خبر بھی شائع ہوئی جس میں قبائلی علاقوں کے حوالہ سے شائع ہونے والی خبر اور حکومتی پالیسی کی وضاحت شامل تھی۔ سرحد حکومت نے سوات میں مقامی طالبان کے ساتھ امن معاہدہ گزشتہ ماہ کیا تھا اور امن معاہدے کی روشنی میں سوات سے پاک فوج کی واپسی کی جائیگی۔ ذرائع نے بتایا کہ وزیر اعظم کے مشیر رحمٰن ملک نے چند روز قبل اخبارات میں شائع ہونے والی خبر جو امن معاہدے ختم کرنے کے متعلق تھی۔ پر صوبائی حکومت کو یقین دہانی کرائی کہ یہ خبر ان کی طرف سے جاری نہیں کی گئی تھی اور

یہ بے بنیاد ہے اور انہوں نے اپنی طرف سے مذکورہ خبر پر معذرت بھی کی (نوائے وقت ۲۳رجون ۲۰۰۸ء)

مندرجہ بالا خبر کے مطابق صوبائی حکومت قبائلی علاقوں میں طالبان قیادت سے جو امن مذاکرات کر رہی تھی وفاقی حکومت بھی اس کی تائید کنندہ تھی اور معاہدے ختم کرنے کی خبروں کی وفاقی مشیر داخلہ نے خود تردید بھی کی تھی۔ تاہم یہ صورت حال زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی۔ ۲۶رجون کے اخبارات میں یہ اطلاع شائع ہوئی کہ امریکی ارکان کانگریس اور نائب وزیر خارجہ برائے جنوبی ایشیا ''رچرڈ باؤچر'' پر مشتمل وفد ۴ روزہ دورہ پر ۳۰رجون کو پاکستان آئے گا۔ صدر، وزیر اعظم، آرمی چیف اور سیاسی رہنماؤں سے ان کی ملاقاتیں ہوں گی اور اسی تاریخ کو رچرڈ باؤچر کے حوالہ سے یہ خبر بھی موجود تھی کہ وزیر اعظم گیلانی نے انہیں قبائلیوں کے ساتھ بات چیت پر نظر ثانی کی یقین دہانی کرائی ہے۔ (نوائے وقت ۲۶ جون ۲۰۰۸ء)

امریکی کانگریس کے ارکان اور نائب وزیر خارجہ رچرڈ باؤچر کا دورۂ پاکستان حسب دستور خیر سگالی کے جذبات کے تبادلہ کیلئے تھا اور خیر سگالی کا سب سے بڑا ثبوت یہ کہ امریکی وفد کے دورۂ پاکستان سے قبل ہی اس کے انتظامات شروع ہو گئے تھے پاک امریکہ تعلقات کو مزید مستحکم بنانے کیلئے ترجیحی بنیادوں پر جو اقدامات کیے گئے ان میں سب سے اہم اور پہلا قدم اٹھایا گیا۔ وہ ایک بھرپور میڈیا مہم تھی، خبروں، تجزیوں، تبصروں اور مذاکروں پر مشتمل خصوصی پروگراموں میں یہ کہہ کر سراسیمگی پھیلائی گئی کہ طالبان قبائلی علاقوں میں تسلط کے بعد شہروں کا رخ کرنے لگے ہیں اور اگلے چند روز میں (یعنی امریکی وفد کی آمد سے قبل) پشاور شہر پر قبضہ کرنے جا رہے ہیں، چنانچہ اخبارات میں امن معاہدوں کے حوالہ سے شائع ہونے والی خبریں بتدریج تبدیل ہونے لگیں اور وزارت داخلہ کی جانب سے تمام قبائلی علاقوں میں طالبان کے خلاف فوری کارروائی کیے جانے کے اعلانات ہونے لگے، پھر خیبر ایجنسی، باڑہ، سوات اور ہنگو کے علاقوں میں سیکورٹی فورسز کی تعیناتی اور بعد ازاں آپریشن کی اطلاعات ملنے لگیں۔ کیسی عجیب بات ہے کہ حکومتی کارندے جن علاقوں میں امن وامان قائم ہونے کی نوید سناتے ہیں امریکی عہدیداروں کی آمد کا بگل بجتے ہی وہاں حالات خراب ہونے لگتے ہیں اور دہشت گردی کے واقعات کی خبریں آنے لگتی ہیں۔ یہاں ایک سوال اٹھتا ہے کہ یہ کیسے سمجھ دار دہشت گرد ہیں جو امریکی عہدیداروں کی آمد کی اطلاع ملتے ہی متحرک ہو جاتے ہیں، کیا یہ کرائے کے دہشت گرد ہیں جنھیں امریکی امداد سے ہی تیار کیا گیا ہے۔ اور وہ حالات کی نوعیت کے مطابق حسب فرمائش کارروائیاں کر کے امن وامان کی بحالی کے لیے ہونے والی کوششوں کو سبوتاژ کر دیتے ہیں۔ یہ تاثر اس لئے بھی یقین کی حد تک مستحکم ہو رہا ہے کہ حالیہ برسوں کا اگر خبری ریکارڈ جمع کیا جائے تو صورت حال وہی نظر آئے گی جو بیان کی جا رہی ہے۔

امریکی وفد ۳۰رجون کو پاکستان پہنچا تھا لیکن اس عرصہ میں بطور پیش بندی کے جو کچھ ہوا اس کی وضاحت ان خبروں سے ہو جاتی ہے۔ مثلاً ۲۷رجون کی خبر کے مطابق سوات میں عسکریت پسندوں نے حملے شروع کر دیئے۔ اسی روز کے اخبارات میں وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کا بیان شائع ہوا جس میں ارشاد فرمایا گیا۔ ''چند انتہا پسندوں کو اکثریت پر مرضی کا اسلام مسلط نہیں کرنے دیں گے۔ (نوائے وقت ۲۷رجون) وزیر اعظم کا یہ بیان صدر پرویز مشرف کے ماضی میں دیئے گئے بیانات سے کتنا مختلف ہے وہ الفاظ سے واضح ہے۔ ۲۷رجون کو ہی امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس کا بیان بھی شائع ہوا جس میں کہا گیا کہ پاک

افغان بارڈر پر پاکستان طالبان پر دباؤ ڈالنے میں ناکام رہا ہے اور امریکہ کو اس پر تشویش ہے۔ ۲۸ / جون کو شائع ہونے والی خبروں میں دو بیانات شائع ہوئے تھے پہلی خبر میں بتایا گیا کہ آرمی چیف جنرل اشفاق پرویز کیانی نے صدر پرویز مشرف سے ملاقات کی، صدر کا کہنا تھا کہ دہشت گردوں کی پوری قوت سے کچل دیا جائے جبکہ (آرمی چیف) جنرل کیانی کا کہنا تھا کہ فوج آپریشن کے بارے میں حکومت کے فیصلے پر عمل کرے گی۔ دوسری خبر کے مطابق وفاقی مشیر داخلہ رحمٰن ملک نے کہا کہ سوات سمیت قبائلی علاقوں میں آپریشن کیا جائے گا بلکہ ان علاقوں میں حالات کو کنٹرول کرنے کیلئے سویلین آپریشن کیا جائے گا اور دہشت گردوں سے سختی سے نمٹا جائے گا۔ اور ہر حال میں ان علاقوں میں حکومتی رٹ قائم کی جائیگی۔ (نوائے وقت ۲۸ / جون ۲۰۰۸ء)

اسی روز امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس کا بیان بھی شائع ہوا، جس میں رابرٹ گیٹس نے مشرقی افغانستان میں طالبان کے حملوں میں اضافے کے حوالہ سے پاکستان پر الزام لگایا کہ وہ اپنی افغان سرحد پر شدت پسندوں کی سرگرمیاں روکنے میں ناکام ہو چکا ہے۔ رابرٹ گیٹس کا کہنا تھا کہ طالبان سے مذاکرات کے باعث سیکورٹی فورسز کا مسلح گروپوں پر دباؤ کم ہو گیا ہے۔ (نوائے وقت ۲۸ / جون ۲۰۰۸ء)

۲۹ / جون کو وزیر دفاع چودھری احمد مختار اور وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کے متضاد بیانات شائع ہوئے، خبر کے مطابق وزیر دفاع نے کہا کہ ہم نے دہشت گردی سے نمٹنے کیلئے آرمی چیف کو مکمل اختیار دے دیا ہے جبکہ اس خبر میں وزیر اعظم کا بیان نقل ہوا کہ حکومت فوجی آپریشن پر یقین نہیں رکھتی۔ (نوائے وقت ۲۹ / جون ۲۰۰۸ء) اسی روز خبر شائع ہوئی جس میں امریکی اخبار ''نیویارک ٹائمز'' کی ایک رپورٹ کی تفصیلات بیان کی گئیں، نیویارک ٹائمز نے اپنی رپورٹ میں یہ شوشہ چھوڑا کہ پشاور کے تاریخی شہر کے ارد گرد عسکریت پسندوں نے گھیرا تنگ کر دیا ہے اور بعض مقامات پر حکومتی عملداری کی جگہ اپنی رٹ قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حکام کو خدشہ ہے کہ شہر کے داخلی دروازوں سے طالبان کسی بھی وقت اندر داخل ہو سکتے ہیں۔ نیویارک ٹائمز نے اپنی رپورٹ میں عسکریت پسندوں کی بڑھتی ہوئی کارروائیوں کو نیٹو افواج کی سپلائی کیلئے بھی خطرناک قرار دیا خصوصی طور پر خوراک اور اسلحہ جو کراچی سے افغانستان بذریعہ روڈ لے جایا جاتا ہے۔ (نوائے وقت ۲۹ / جون ۲۰۰۸ء)

پشاور شہر پر طالبان کے قبضہ کی خبریں اس منظم انداز میں پھیلائی گئیں اور مجموعی تاثر یہ دیا گیا کہ اب طالبان کے خلاف طاقت کا استعمال ناگزیر ہو چکا ہے۔ چنانچہ ۲۹ / جون کے اخبارات میں یہ خبر شہ سرخیوں کے ساتھ موجود تھی۔ کہ خیبر ایجنسی میں آپریشن شروع کر دیا گیا ہے، کرفیو کے نفاذ اور گولہ باری کے علاوہ گن شپ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے اس آپریشن کو مزید مہلک بنانے کی تشہیر کی گئی، یہ آپریشن حقیقت میں ایک استقبالیہ پروگرام کے تحت شروع ہوا تھا۔ ۳۰ / جون کو امریکی کانگریس کا وفد اور امریکی نائب وزیر خارجہ رچرڈ باؤچر چار روزہ دورے پر پاکستان پہنچے تو ان کا منہ میٹھا کرانے اور آنکھیں ٹھنڈی کرنے کے لیے یہ خوش کن خبر موجود تھی کہ امریکی حکام پریشان نہ ہوں بلکہ مطمئن رہیں کہ پاکستانی حکومت دہشت گردوں کے خلاف کارروائی کرنے کے عزم پر حسب وعدہ پوری طرح عمل پیرا ہے۔

یکم جولائی ۲۰۰۸ء سے ۲۳ / جولائی تک کی خبریں بھی ظاہر کرتی ہیں کہ آپریشن اور مذاکرات کا کھیل گزشتہ پانچ سالہ

دور کی طرح موجودہ دورِ حکومت میں بھی اسی تسلسل کے ساتھ جاری ہے، عوامی سطح پر یہ بات اب ایک تأثر کے دائرے سے نکل کر یقین کی حد میں داخل ہو چکی ہے کہ ہماری حکومت امریکی عہدیداروں کے سامنے سرخروئی حاصل کرنے اور اپنی وفاداری کا ثبوت دینے کیلئے آپریشن جیسے اقدامات اٹھاتی ہے اور بعد ازاں بگڑے ہوئے معاملات کی درستی اور بھڑکی ہوئی آگ بجھانے کیلئے امن مذاکرات اور جرگوں کی بحالی کا سلسلہ شروع کر دیا جاتا ہے۔ ہمارا یہ طرزِ عمل امریکیوں کیلئے بھی معمہ بنا ہوا ہے اور وہ جھنجھلا کر قبائلی علاقوں پر حملوں کی دھمکیوں پر اتر آتے ہیں، افغان صدر حامد کرزئی کے بیانات افغانستان کی دگرگوں صورت حال اور صدر کرزئی کی بے بسی کے عکاس ہیں، جبکہ پاکستان پر حملوں کی دھمکیاں دراصل ان ناکامیوں کا ردِ عمل ہیں جو نیٹو افواج اور افغان فوج کو مشترکہ طور پر طالبان کے ہاتھوں اٹھانا پڑ رہی ہیں، امریکی وزیر دفاع کے بقول افغانستان میں طالبان کی کارروائیوں میں ۴۰ فیصد اضافہ ہوا ہے چنانچہ طالبان کی مزاحمت کا سارا الزام پاکستان پر تھوپ کر خود نیٹو افواج اور افغان فورسز اپنی ہزیمت اور نااہلی کو چھپانا چاہتی ہیں۔ سابق سیکرٹری خارجہ تنویر احمد خاں کے بقول امریکہ یہ چاہتا ہے کہ افواج پاکستان طالبان کے خلاف کارروائی کر کے نیٹو افواج کا بوجھ ہلکا کر دیں کیونکہ جب حکومت پاکستان طالبان سے مذاکرات کر لیتی ہے تو پاکستانی علاقوں میں امن ہو جاتا ہے لیکن طالبان یکسو ہو کر امریکہ اور اس کی اتحادی افواج کے خلاف برسرِ پیکار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس یکسوئی کے تحت ہونے والی مزاحمت سے نیٹو افواج کو شدید نقصانات اٹھانا پڑتے ہیں، حکومت پاکستان کیلئے کئی مشکلات ہیں یعنی اگر وہ طالبان کے خلاف کسی کارروائی سے انکار اور مذاکرات کا راستہ اختیار کرتی ہے تو امریکہ بہادر کی ناراضی مول لینا پڑتی ہے اور اگر طالبان کے خلاف ایکشن لیا جاتا ہے تو ملک کے اندر امن وامان کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس صورت حال سے نمٹنے کیلئے ہمارے ماہر حکمت کاروں نے اب ایک ایسا نایاب طریقہ وضع کر لیا ہے کہ

باغباں بھی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی

امریکی عہدیداروں کے علانیہ وغیر علانیہ دوروں اور ان کے روز بڑھتے ہوئے Do More کے مطالبات سے فی الحال جان چھڑانا ممکن نہیں ہے لہٰذا حکومت کی جانب سے مربوط حکمت عملی یہ طے پائی ہے کہ پہلے دہشت گردی کے واقعات میں اضافے کی خبروں پر مشتمل میڈیائی تشہیر سے کھیل آغاز کیا جائے پھر چار دن کی آپریشنل مہم اور اس دوران ہونے والی اٹھا پٹخ کو بھرپور کوریج دی جائے۔ ۲۰ مارے گئے، ۳۰ زخمی ہوئے اور ۶۰ گرفتار کرنے کی اطلاعات نشر کی جائیں۔ اس کے بعد کچھ دن کا سکوت اور پھر مذاکرات اور جرگوں کی آمد ورفت کا سلسلہ شروع ہو جائے۔ امریکی عہدیدار تو پاکستان نہ جانے کب تک آتے رہیں گے لیکن جو کچھ ہم کر رہے ہیں وہ ہمارے ملکی وقومی مفاد کے سراسر خلاف ہے ان کی آمد سے پہلے اور واپسی کے بعد جیسے حالات رونما ہوتے ہیں انکا نتیجہ مختلف صورتوں میں صرف اور صرف پاکستان اور پاکستانی عوام کو ہی بھگتنا پڑتا ہے۔ یہ صورت حال ایسی ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ حکومت کو فوری طور پر اس دوغلے طرزِ عمل سے نجات حاصل کرنا ہوگی اور ایک واضح حکمت عملی یا پالیسی اختیار کرتے ہوئے امریکی عہدیداروں کو دوٹوک الفاظ میں بتانا ہوگا کہ ہم ان کی خوشنودی کیلئے ملک وقوم کی سلامتی داؤ پر نہیں لگا سکتے۔

کون سا ''نظام'' چاہتے ہیں؟

عبدالمنان معاویہ

جولائی کے پہلے عشرہ میں چیچہ وطنی کا سفر درپیش ہوا۔ میں جب بھی چیچہ وطنی اپنے ماموں کے ہاں جاتا ہوں تو محترم عبداللطیف خالد چیمہ صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ضرور حاضری دیتا ہوں۔ اس بار بھی جب چیمہ صاحب کے ہاں حاضر ہوا اور ملاقات کے شرف سے مشرف ہوا تو دورانِ گفتگو چیمہ صاحب نے اچانک پوچھا، آج کل کون سا نظام چاہتے ہیں؟ پھر کچھ دیر بعد گویا ہوئے کہ حافظ ارشاد احمد صاحب دیوبندی ظاہر پیر والے آج کل کون سا نظام چاہتے ہیں؟ میں نے عرض کی کہ حضرت بات کی کچھ تشریح فرما دیں۔ ''نظام'' سے آپ کی کیا مراد ہے؟ فرمایا بڑا وسیع المعنی لفظ ہے لیکن واپڈا والوں کا نظام درست ہونے (مطلب بجلی آنے دیں) دیں پھر بات کرتے ہیں۔ ان کی خاموشی کے بعد میں سوچنے لگا کہ شاید ملکی نظام پر بات کر رہے تھے۔ لیکن ہمارے ملک میں تو کوئی نظام ہے ہی نہیں، نہ عوام کے لیے نہ خواص کے لیے، سب بے نظامے ہیں۔ وکلاء اور جسٹس حضرات عدلیہ کی آزادی کا نظام چاہتے ہیں۔ سابقہ حکومت نے عدلیہ پر قدغن لگائی حالیہ حکومت بھی اپنے پیش رووں کی روش اپنائے ہوئے ہیں۔ بی جمہوریت کی آغوش میں بیٹھے ہوئے تسلیاں، خوشخبریاں دیتے رہتے ہیں اور دیتے رہیں گے۔ لیکن قاضی القضاۃ افتخار چودھری سمیت محسنِ پاکستان فخر قوم جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان جس حال میں تھے تقریباً ویسے ہی ہیں۔ اگر ہمارے ملک میں کوئی نظام ہوتا تو ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب ناکردہ گناہ کی سزا نہ پاتے۔ ہمارے ایک دوست دوبئی وزٹ پر گئے۔ ان کے واپس آنے پر راقم نے پوچھا کہ وہاں کون سا نظامِ حکومت ہے؟ انھوں نے بتایا بادشاہت۔ راقم نے پوچھا کہ جمہوریت اور بادشاہت میں کون سا نظام صحیح ہے؟ انھوں نے بتایا کہ جس نظام میں عوام خوشحال ہو۔ دوبئی کے عوام شیخ زید مرحوم کا نام لیتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ جاتے ہیں۔ وہاں کی عوام خوش ہے جب کہ ہمارے ملک میں عوام غربت سے خودکشیاں کرتی نظر آتی ہے۔ کہیں کوئی نوجوان بچوں کو ذبح کرتا نظر آتا ہے۔ کہیں کوئی ماں بچوں سمیت خودکشی کرتی نظر آتی ہے۔ روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ بلند کرنے والے شاید بلند و بالا عمارتوں میں پہنچتے ہی اس نعرہ کو بھلا دیتے ہیں۔ ہواؤں میں گاڑیاں چلانے کے شوقین اگر غریب کے گھر کا چولہا جلانے کی فکر کریں تو شاید خودکشی کرنے والوں میں کچھ کمی آئے۔ روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگانے والے بھی سچے ہیں کہ

ملک میں آٹے کا شدید بحران ہے جس کی وجہ سے روٹی غریب کو مہیا کرنا ناممکن ہے۔ سابقہ فرعون پنجاب جو علماء کرام سے کہتا تھا کہ میرا دل کرتا ہے کہ اس سانپنی ہی کو ماردوں جو بچے جنتی ہے۔ (یعنی مدارس ختم کردوں) اور موسیٰ علیہ السلام کے دور کے فرعون کی طرح سیکڑوں بے گناہ نوجوانوں کو جعلی پولیس مقابلوں میں شہید کرواڈالا۔ آج مسیحا کے روپ میں پھر آچکا ہے۔ اب کے کیا گل کھلائیں گے دیکھئے؟

سزائے موت کا قانون بدلنے کا فیصلہ انھوں نے کیا جو اپنی قائد کے قاتلوں کو بدترین سزا دینے کے خواہاں ہیں۔ شاید پاکستان ہی وہ واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا۔ ہائے افسوس! دس لاکھ جانوں کی قربانی سے وجود میں آنے والے ملک میں مکمل اسلامی نظام تو نہ آیا لیکن اسلامی قانون کو ختم کیا جارہا ہے۔

قادیانیت کو کافر قرار دینے کا سہرا جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے سر ہے لیکن آج اُن کی پارٹی قادیانیت نوازی میں سب سے آگے ہے۔ بعض دور اندیش حضرات کہہ رہے ہیں کہ سزائے موت قادیانیوں کی وجہ سے ختم کی گئی ہے۔ لفاظی کی حد تک پرویز مشرف کی مخالفت کی جارہی ہے۔ حالانکہ تقریباً اُن کی تمام پالیسیوں پر عمل کیا جارہا ہے۔ ہمارے ایک عزیز فوج میں افسر تھے۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ اب نئی حکومت کی پالیسی کے تحت آپریشن ہورہا ہے یا سابقہ حکومت کی پالیسی کے مطابق؟ وہ کہنے لگے کہ جنرل پرویز مشرف کی پالیسی کے تحت ڈالرز کمائے جارہے ہیں۔ انھوں نے مزید بتایا کہ ہزاروں فوج کے جوان شہید ہوچکے ہیں۔

جس ملک میں عدلیہ آزاد نہ ہو، بجلی، آٹے کا شدید قسم کا بحران ہو، غریب خودکشیاں کرنے پر مجبور ہوں، صرف ڈالرز کمانے کے لیے اپنے ہم وطنوں کو گولی کا نشانہ بنایا جاتا ہو۔ جس ملک میں علماء کرام کو دن دیہاڑے شہید کرنے والے دندناتے پھر رہے ہوں، اُس ملک کا کیا نظام ہوگا؟

جس ملک میں عوامی نمائندے ہی عوام کے دشمن ہوں، وہاں کے عوام کیسے خوش رہ سکتے ہیں۔ جس قافلہ کا رہبر ہی رہزن ہو، اُس کے لٹنے میں کسے شک ہوسکتا ہے۔ ملک پاکستان میں صدر، وزیراعظم سے لے کر ایک عام چپڑاسی تک سب کو اپنے اپنے پیٹ کی فکر ہے۔ کسی کو دوسرے کی یا ملک کی پروانہیں۔ تو پھر خدا ہی حافظ ہے اس ملک کا۔

اسی اثناء میں بجلی آگئی تو پھر میں نے چیمہ صاحب سے ''نظام'' کی کچھ تشریح چاہی تو انھوں نے فرمایا کہ یہاں ہر بات میں لفظ ''نظام'' استعمال کیا جاتا ہے۔ گویا کہ یہ اُن کا تکیہ کلام ہے۔ بہرکیف، چیچہ وطنی میں چیمہ صاحب کے زیر اہتمام مجلس احرار اسلام کا دفتر دیکھ کر دلی خوشی ہوئی اور اُس دفتر کا نہایت اچھا نظام سونے پہ سہاگہ ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کارکنانِ احرار کو زیادہ سے زیادہ ہمت دے تاکہ وہ مزید بہتر طریقے سے دینی کام کرسکیں کرسکیں۔ (آمین)

سانحہ لال مسجد......نہ زخم کریدو کہ لہو رِستا ہے

مسز نائلہ خاور

پورا ایک سال گزر گیا اس قیامت کو جو لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے مکینوں پر گزری تھی۔ پورے ۳۶۵ دن بیت چکے مگر آنکھوں کے سامنے وہ مناظر اس طرح تازہ ہیں جیسے وہ سانحہ ابھی گزر رہا ہو۔ جیسے شہر کی فضائیں آج بھی خوف اور سوگ میں ڈوبی ہوں۔

۳/ جولائی کو شروع ہونے والا محاصرہ قدم بہ قدم تباہی کی طرف بڑھتا رہا۔ محاصرے کو طول دینے کا مقصد وہی تھا، عوام کا ذہن اپنی مرضی کے مطابق بنانا، میڈیا سے سسپنس فل اور غیر تحقیقاتی خبریں نشر کروانا، عالمی برادری میں لال مسجد کو دہشت گردی کے اڈے کے طور پر متعارف کروا کر عالمی رائے عامہ کو اپنے حق میں ہموار کرنا اور معاملے کو اتنا لٹکا دینا کہ عوام تنگ پڑ جائیں اور اسے جلد از جلد ختم کرنے کا مطالبہ کرنے لگیں۔

اور جب یہ تمام مقاصد پورے ہو گئے تو پھر چشم فلک نے وہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کیسے ایک مسلمان حکمران نے طاقت کے نشے میں چور ہو کر خدائی رِٹ کو قدموں تلے پامال کرتے ہوئے اپنی رِٹ کے قیام کا نعرہ لگا کر ہزاروں معصوم جانوں کے خون سے نہ صرف ہولی کھیلی بلکہ اسے انجوائے بھی کیا۔

بعد کی تحقیقات میں ''جامعہ حفصہ اور لال مسجد'' کو ایکٹو کرنے کے پیچھے بڑے بڑے حکومتی ''ہاتھ'' ملوث پائے گئے۔ جنھوں نے رفقاء لال مسجد بن کر انھیں ترغیب دی اور وزیر کے عہدے کی پاسداری میں مشرف کو بھی ترغیب دی کہ '' کچل ڈالو'' ۔ اس کی وضاحت پنجابی کا ایک کردار '' بی جمالو'' بڑی خوبصورتی سے یوں کرتا ہے کہ ایک طرف ایک فریق سے وہ کہتا ہے '' تو کر'' اور دوسری طرف دوسرے کو جا کر بتاتا ہے کہ '' او کر دا پیا ای'' (وہ کر رہا ہے) سو مسجد کے قضیے کو بڑھاوا دینے میں کچھ سیکرٹ بی جمالوز '' کریکٹرز'' بھی تھے۔

دنیا دکھاوے کو کروائے گئے آخری دو طرفہ مذاکرات ناکام ہو گئے۔ حالانکہ چودھری شجاعت حسین نے میڈیا پہ عوام کو بتا دیا تھا کہ غازی رشید سے مذاکرات کامیاب ہو گئے ہیں۔ انھوں نے حکومتی شرائط قبول کر لی ہیں کہ وہ اپنی والدہ کے ساتھ نظر بند رہیں گے اور باقی ماندہ لوگوں پر ان کے جرائم کے مطابق مقدمات قائم کیے جائیں گے۔ جس کے جواب میں غازی عبدالرشید شہید نے کہا کہ اندر کوئی مجرم نہیں ہے۔ حکومت اپنے وفد کو میڈیا کے ساتھ اندر بھیج کر تصدیق کر سکتی

ہے اور اگر کوئی انھیں ملا تو اس سے جو چاہے سلوک کریں۔ اس سٹیٹمنٹ کے بعد کسی کو کوئی شک و شبہ نہ رہا کہ لال مسجد کا کسی دہشت گرد تنظیم سے کوئی تعلق ہے۔ مگر نہ تو حکومت نے خود اور نہ میڈیا کے ذریعے اس بات کی تصدیق کرنے کی کوشش کی۔ کیونکہ اس طرح تو سارا کیا دھرا مٹی میں مل سکتا تھا۔ دہشت گرد اندر سے دستیاب نہ ہوتے۔ (جو بعد میں بھی نہ ہوئے) تو اتنے وسیع پیمانے پر کی گئی خون ریزی کا کیا جواز رہے گا۔ بہتر یہی سمجھا گیا کہ معاملہ گول مول رہے اور سب کچھ ملبے میں دفن ہو جائے۔ سو وہی ہوا۔ جب چودھری شجاعت شرائط نامہ تسلیم کر لیے جانے کی خبر لے کر ایوانِ صدر پہنچے تو مشرف اپنے کہے سے پھر گئے اور آپریشن شروع کروا دیا گیا۔

رات کے آخری پہر ٹی وی کے سامنے بیٹھے لوگ جو محاصرے کے خاتمے کی خبر کے منتظر تھے، انھیں میڈیا سے یہ دلدوز اطلاع ملی کہ آپریشن شروع کر دیا گیا ہے۔ مضطرب عوام گھروں سے باہر نکل آئے مگر آڈ ٹائمنگ کی وجہ سے ان کی تعداد نا کافی تھی۔ وہ ایک دوسرے سے یہ استفسار کر رہے تھے کہ ایسا کیوں ہوا۔ ابھی تو صلح کے آثار تھے۔ یک دم کایا کیوں پلٹ گئی۔ وہ تھوڑے تھے، بے اختیار تھے، کاش وہ زیادہ ہوتے۔ کاش راولپنڈی اور اسلام آباد کے عوام جس طرح چیف جسٹس کے لیے اکٹھے ہوئے تھے اس دن ان لاوارث اور معصوم بچیوں کے لیے بھی ہجوم کر دیتے جو آزاد کشمیر کے زلزلے سے بے گھر ہونے کے بعد وہاں پناہ لینے کے لیے آئی تھیں اور تعلیم کے ساتھ ساتھ انھیں قیام و طعام بھی میسر ہو گیا تھا۔ انھیں کیا خبر تھی کہ یہ پناہ ان کے لیے آخری آرام گاہ بن جائے گی اور وہ جس جان کو آفت سماوی سے بچا لائی ہیں وہ ایک مسلم حاکم کے ظلم کا شکار ہو جائے گا۔ وہ جابر حاکم جو ماننے کو تیار نہیں کہ وہاں خواتین تھیں۔ وہ ان لاوارث اور یتیم بے سہارا بچیوں کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ جن کے پیچھے سے انھیں کوئی لے جانے کے لیے نہیں آیا تھا کیوں کہ ان کا کوئی تھا ہی نہیں اور وہ آخری وقت تک اندر موجود تھیں۔ جب ان پر فاسفورس بم چلائے گئے اور جب ان کے جسموں کو راکھ کر دیا گیا کہ وہ پہچان میں نہ آئیں۔ اسی کوشش میں مولانا عبدالرشید شہید کی والدہ محترمہ کا جسدِ خاکی بھی ٹھکانے لگ چکا تھا کیوں کہ چھوٹے مسئلے کو تو کوئی پہچان نہیں تھی۔ جلدی میں وہ اسے بھی ٹھکانے لگا گئے جس وجہ سے بعد میں ان کے لواحقین کے بار بار مانگنے پر بھی میت ان کے حوالے نہ کی جا سکی اور یوں اس ''صفائی'' کا پول کھل گیا جو لاشوں کی اس جگہ سے ہٹانے کے واسطے ہو چکی تھی۔ ویسی ہی ''صفائی''، محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کے بعد جائے وقوعہ کی بھی کر دی گئی تھی۔ یعنی دونوں کیسوں میں ''ہاتھ'' ایک ہی ملوث تھا، جس کا طریقہ کار مشترکہ تھا۔

خبر اسی رات میڈیا پر قوم نے بہتی آنکھوں سے مولانا عبدالرشید کی آخری گفتگو سنی جو انھوں نے میڈیا سے کی وہ کہہ رہے تھے۔ ہم تمام شرائط مان چکے تھے مگر حکومت اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہی۔ ان کا مقصد ہی خون بہانا تھا۔ میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ موت کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ رہا ہوں۔ میری والدہ کو گولی لگی اور وہ اپنے بستر پر ہی شہید ہو گئی ہیں۔ رینجرز بہت قریب پہنچ گئے ہیں۔ میں شاید اب بات نہ کر سکوں اور ساتھ ہی لائن کٹ گئی۔ شاید مولانا کی زندگی کی بھی......

وہ رات بہت گہری اور اندھیری تھی جس نے پاکستان کی تاریخ بلکہ پوری مسلم اُمہ کی تاریخ پر وہ کالک پوت دی جو ساری قوم ساری زندگی مل کر دھوتی رہے تو دھل نہ سکے۔

لال مسجد تباہ ہو چکی تھی۔ اس کی بیرونی دیوار پہ کھدے اسمائے الٰہی ٹکڑوں کی شکل میں زمین بوس ہو چکے تھے۔ مینار اور گنبد اجڑا ہوا منظر پیش کر رہے تھے۔ دھوئیں کے بادلوں نے پورے ماحول کو اپنی گرفت میں لیا ہوا تھا۔ مگر اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے لوگوں کی آنکھوں کو آنسوؤں کے لیے اس دھوئیں کی ضرورت نہ تھی بلکہ معصوم بچے اور بچیوں کے آخری وقت کی کراہوں کا تصور ہی بہت تھا۔

......مگر میں بھی انہی میں شمار ہوتی ہوں جنھوں نے کچھ نہ کیا کہ وہ اکیلے کیا کر سکتے ہیں اور یہ نہ سوچا کہ قطرہ قطرہ مل کر ہی دریا بنتا ہے۔ میں چپ رہی کہ میرا گھر تو محفوظ ہے۔ میرا کیا تعلق مگر یہ بھول گئی کہ ایک مسلمان کا دوسرے سے کتنا گہرا رشتہ ہے۔ میں مجرم ہوں مولانا عبدالرشید! آپ کی اور ان ہزاروں بچیوں کی جن پر ۹ دن اور ۹ راتیں ظلم ہوتا دیکھتی رہی اور آنکھیں بند کر لیں۔ میری خاموشی حکومت کو سپورٹ کرتی رہی۔ مجھے معاف کرنا میرے خدایا! میں جوابدہی کے قابل نہیں مگر میں تنہا نہیں تھی۔ اس چپ کے جرم میں میری قوم میرے ساتھ برابر کی شریک تھی۔ حکومت تو وہ سب کچھ کر کرا کے بھی مطمئن ہے مگر قوم کو احساسِ گناہ کے ایک ''جرم مسلسل'' کا شکار کر گئی ہے جو آج ایک سال گزرنے کے بعد بھی پہلے دن کی طرح تازہ ہے۔

اب رہیں چین سے دنیا میں زمانے والے
سو گئے خواب سے لوگوں کو جگانے والے
دیکھنے کو تو کروڑوں میں مگر کتنے ہیں
ظلم کے آگے کبھی سر نہ جھکانے والے

(مطبوعہ: روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور، ۱۸؍جولائی ۲۰۰۸ء)

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
28 اگست 2008ء
جمعرات بعد نماز مغرب
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما...... دونوں حق پر

عربی تحریر: ابومعاذ محمود بن امام بن منصور آل موافی
انتخاب ورواں ترجمہ: صبیح ہمدانی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک جماعت فرقہ کی صورت میں مسلمانوں سے نکل جائے گی (خروج کرے گی) تو اس کو (اس وقت موجود مسلمانوں کے) دونوں گروہوں میں سے حق کے قریب تر گروہ قتل کرے گا۔

ایک اور روایت میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی نقل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کے درمیان ایک قوم کا ذکر فرمایا جو مسلمانوں پر اس حال میں خروج کرے گی جب وہ اختلاف کی وجہ سے انتشار میں مبتلا ہوں گے تو اس (جماعت یا قوم) کو (مسلمانوں کے) دونوں گروہوں میں سے حق سے قریب تر گروہ قتل کرے گا۔
(صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ باب حدیث رقم ۱۰۶۵ (اوکمال قال)

ہم کہتے ہیں کہ:

(۱) یہ حدیث ان احادیث میں سے ایک ہے جو بہت سے بدزبانوں کی زبانوں کو لگام دیتی ہیں کیوں کہ اس حدیث میں سیدنا الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے وضاحت کی گئی ہے کہ ہر دو گروہ، گروہِ علی رضی اللہ عنہ اور گروہِ معاویہ رضی اللہ عنہ حق پر ہیں اور وہ دونوں مسلمان ہیں نہ کہ جس طرح روافض کا مذہب ہے جو کہ گروہِ معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر گردانتے ہیں۔

(۲) اور اسی حدیث مبارک سے وضاحت کر دی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کا گروہ دونوں جماعتوں میں سے حق کے قریب تر تھا، کیوں کہ اس باغی جماعت (جس کا حدیث میں ذکر ہے) کے قتل کی ذمہ داری انھوں نے ہی ادا کی۔

(۳) نیز اس حدیث مبارک میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعنہ زنی کے مجرم کے لیے ایک واضح پیغام ہے کہ وہ اپنی زبان کو لگام دے اور کسی ایسے کام میں مشغول ہو جس کا کوئی نفع ہو اور مان لے کہ ان

دونوں (علی ومعاویہ رضی اللہ عنہم) کا آپس کا جھگڑا بر بنائے اجتہاد تھا نہ کہ (معاذ اللہ) بر بنائے عناد وہوائے نفس۔

(۴) بلکہ یہ حدیث تو وضاحت کرتی ہے کہ دونوں جماعتوں (جماعتِ علی رضی اللہ عنہ اور جماعتِ معاویہ رضی اللہ عنہ) میں سے کسی ایک کی طرف خطا کی نسبت کرنا بالکل باطل ہے کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں جماعتوں کو برحق ٹھہرایا ہے۔ البتہ دونوں میں سے ایک دوسری کی بنسبت حق کے زیادہ قریب ہے۔

(۵) لہٰذا اس حدیث مبارک میں ہر اس شخصیت پر ردّ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اختلافات میں اپنے آپ کو سرپنچ کے درجہ پر فائز سمجھنے لگے۔

(اسکات الکلاب العاویہ بفضائل خال المومنین معاویہ۔ ص ۴۳، مکتبۃ العلوم والحکم المدینۃ المنورہ، حجاز مقدس)

☆☆☆

دوروزہ توحید وختم نبوت کانفرنس

خصوصی خطاب
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

7 اگست 2008ء جمعرات، بعد نماز مغرب
مدرسہ عربیہ ضیاء القرآن حمادیہ، جامع مسجد فاروقیہ
مجاہد کالونی ناظم آباد نمبر 4 کراچی
الداعی: مفتی فضل اللہ الحمادی 0300-2287115

8 اگست 2008ء جمعۃ المبارک 12 بجے دن
مدرسہ ومسجد جامعہ محمدیہ تحفیظ القرآن
مہران ٹاؤن S.T-20 سیکٹر 6.A
انڈسٹریل ایریا کورنگی کراچی
الداعی
عبدالغفور مظفر گڑھی 0321-2059364

حضرت شاہ صاحب کراچی میں مختلف دینی مدارس کا دورہ
اور علماء ومشائخ سے ملاقات اور علماء وطلباء سے خطاب فرمائیں گے

شعبہ نشریات　تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام کراچی

خلیفۂ عادل وراشد
سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

سید عطاء المنان بخاری*

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چشم وچراغ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وہ جلیل القدر شخصیات ہیں جن کو دین حق سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں زانوئے تلمذ طے کر کے حاصل ہوا۔

صحابۂ کرام علیہم الرضوان میں سے چند ایسے عظیم المرتبت اور مظلوم صحابہ بھی ہیں جن کو یہود ومجوس اور خبیثانِ عجم نے اپنی گھناؤنی سازش کے تحت شروع ہی سے نشانہ سبّ وشتم بنایا اور تاریخ کے صفحات کو بے سروپا اور مکذوبہ روایات کے غبار سے دھندلا اور اُن کے اُجلے ایمانی کردار کو مجروح ومشکوک کیا۔ بعض لوگوں نے ان روایات کو یہودی، سبائی، مجوسی اور خارجی پروپیگنڈے کے سے مرعوب ہو کر بغیر تحقیق کے حق سچ تسلیم کر لیا۔ وہ یہ بھول گئے کہ صحابۂ کرام ''قرآنی'' شخصیات ہیں ''تاریخی'' نہیں۔ اس سازشی ٹولے کا سرخیل ایک یہودی النسل منافق عبداللہ ابن سبا تھا۔ جو کہ قاتلینِ عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ وحسینؓ کا آئیڈیل اور مخدوم تھا۔

اور وہ شخصیات جن کے خلاف اس سبائی ٹولے نے کوئی کسر باقی نہ چھوڑ رکھی تھی اور امت کو صراط مستقیم سے ہٹانے اور صحابۂ کرام میں سے بعض شخصیات کے متعلق ان کے دل ودماغ کو بغض وعناد سے بھرنے اور ان سے متنفر کرنے کے طے شدہ منصوبے کے تحت امیر المؤمنین، امام المتقین، خال المسلمین، قائد السیاسۃ والمدبرین، کاتب الوحی المبین، خلیفۂ سادس وراشد وبرحق ابوعبدالرحمٰن وابویزید معاویہ بن ابی سفیان رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آپ کے خاندان پر تاریخ کی جھوٹی روایات کے ذریعے کیچڑ اچھالا گیا۔ خاص طور پر خاندان بنوامیہ کو ہدف طعن بنا کر ان کے عظیم الشان کارناموں سے عوام کو بے خبر رکھا گیا حالانکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے خمسہ رضی اللہ عنہم نے بنوامیہ کے اس مرد جری کے ساتھ بے پناہ محبت کا اظہار فرمایا اور دعائیں دی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا:

''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ ھَادِیًا وَّمَھْدِیًّا وَّاھْدِ بِہٖ''

اور خلافت کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

*ناظم نشریات تحریک طلباء اسلام ملتان

''عَنْ مُعَاوِیَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: نَظَرَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:
یَامُعَاوِیَۃُ اِنْ وَلِیْتَ اَمْراً فَاتَّقِ اللّٰہَ وَاعْدِلْ'' (تطہیر الجنان صفحہ ۱۵ طبع مصر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائیں اور بشارتیں حبیثانِ عجم کے منہ پر وہ طمانچہ ہے کہ تا قیامِ قیامت ان کو نہ بھولے گا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام نامی اور اسلام کے لیے ان کے کارنامے ہمیشہ روشن رہیں گے اور اُن کو مٹایا نہ جاسکے گا۔

قائدِ احرار مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری نور اللہ مرقدہٗ کا ایک شعر ہے:

ابن سبا کی نسل بھی سن لے یہ واشگاف
نامِ معاویہؓ کو مٹایا نہ جائے گا

ولادت:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بعثت نبوی سے پانچ سال قبل ۶۰۵ء میں قبیلۂ قریش کی ایک معزز شاخ بنوامیہ میں مکہ مکرمہ پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے آپ کا نام معاویہ رکھا۔ حضرت معاویہ کی جائے ولادت کے متعلق (شیخ کمال الدین الدمیری) لکھتے ہیں

''وَمَوْلَدُہٗ رضی اللّٰہ عنہ بِالْخَیف مِن مِنیٰ......اَسلَمَ قَبْلَ اَبِیہِ اَبِی سُفیانَ وَصَحِبَ رَسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و کتب لہٗ'' (حیات الحیوان ''عربی'' ج ۱ صفحہ ۵۸)

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ولادت مقام خیف میں ہوئی، یہ اپنے والدِ محترم سیدنا ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے پہلے ہی اسلام کی دولت سے مالا مال ہوگئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتِ مبارکہ سے فیض یاب ہوئے۔ کاتب وحی کا شرف بھی حاصل ہوا۔'' (''حیات الحیوان'' اردو، ج ۱ صفحہ ۲۲۱)

نام:

عربی لغت کی اکثر کتبِ مشہورہ ومصدقہ کے مطابق لفظِ معاویہ ہر اس جاندار پر بولا جاتا ہے جو کہ بلند آواز سے بولنے والا ہو یا دھاڑنے والا ہو۔ اور یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ اگر اس کو عیب ہی شمار کیا جائے تو (معاذ اللہ، نقلِ کفر کفر نہ باشد) حضرت عباس اور حضرت جعفر کے ناموں کے معنی بھی کبھی دیکھیں۔ ہمارے لیے حجت یہ ہے کہ وہ نام جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں بدلا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کو معاویہ نام ہی سے پکارا۔ اگر یہ نام یا اس کا معنیٰ غلط ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم لازماً ان کا نام تبدیل فرما دیتے۔ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''حیدر'' کو ''علی'' سے، ''حرب'' کو ''حسن''، ''حسین'' اور ''محسّن'' سے، ''اصرام'' کو ''زرعہ'' سے اور ''عاصی'' کو مطیع کے ناموں سے تبدیل فرمایا۔

''معاویہ'' کے معانی:

(۱) کسی چیز کو موڑنا یا مروڑنا

(۲) عالم شباب میں قوت کے ساتھ مدّ مقابل کا پنجہ مورڑ ڈالنا

(۳) کسی کی مدافعت کرنا

(۴) حمایت یا جنگ وغیرہ کے لیے لوگوں کو بلانا اور جمع کرنا

(۵) آواز دے کر پکارنا (سیدنا معاویہ پر اعتراض کا علمی تجزیہ، پروفیسر قاضی طاہر علی الہاشمی، صفحہ ۶۸)

لیکن یہاں تو سبائی، خارجی اور ناصبی ذہنیت اور سوچ کی بنیاد پر ہی لغات کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور یہودیت کی پیروی میں صرف ایک ہی معنیٰ کو لیا جاتا ہے اور اسے لوگوں کے سامنے پیش کر کے عوام کے اذہان میں ایک صحابیِ رسول، کاتبِ وحی کے خلاف نفرت پیدا کی جاتی ہے۔

اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ) اتنے ہی برے تھے کہ صحبتِ نبوی سے بھی کوئی فیض نہ ملا بلکہ ایک بزرگ کے بقول کہ ''وہ قرآن ناشناس تھے'' تو جناب اگر آپ کا ایمان سیدنا معاویہ پر تبرا کرنے سے اس قدر مضبوط ہوتا ہے تو ہمت کیجیے اور قرآن کا وہ حصہ جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اطہر سے سن کر رقم کیا اور ساری دنیا اسے پڑھ رہی ہے۔ قرآن سے خارج کر دیں لیکن آپ اپنی اس ''ایمانی پختگی'' کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ دوسرا یہ کہ ہماری فقہ کی ہر کتاب کے سرورق پر یہ جو حدیث لکھی ہوتی ہے اور ہم اس حدیث سے فقہ کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

(حدثنی حمید بن عبد الرحمن بن عوف قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِیَۃَبْنَ اَبِیْ سُفْیَانَ وَھُوَخَطِیْبٌ یَقُوْلُ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلی اللّٰہ تعا لیٰ علیہ و اٰلہٖ و اصحابہٖ وسلّم یَقُوْلُ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْراً یُفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ وَ اِنَمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ. (''صحیح مسلم''، ج۱، صفحہ ۳۳۳)

تو اس کو بھی ماننے سے انکار کر دو گے اور اپنی کتب سے مرویاتِ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو نکال کر (معاذ اللہ) انھیں صاف کر دو گے؟ ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُون'' تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔ (سورۃ الصّف، آیت ۲)

سیدنا معاویہ کا نسب:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ قریش کی ایک عظیم الشان شاخ بنی امیہ میں سالارِ قریش سیدنا ابوسفیان صخر ابن حرب ابن امیہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کا شجرہ ماں، باپ دونوں کی طرف سے پانچویں پشت میں آقائے نام دار، سرورِ دو عالم

سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے۔ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

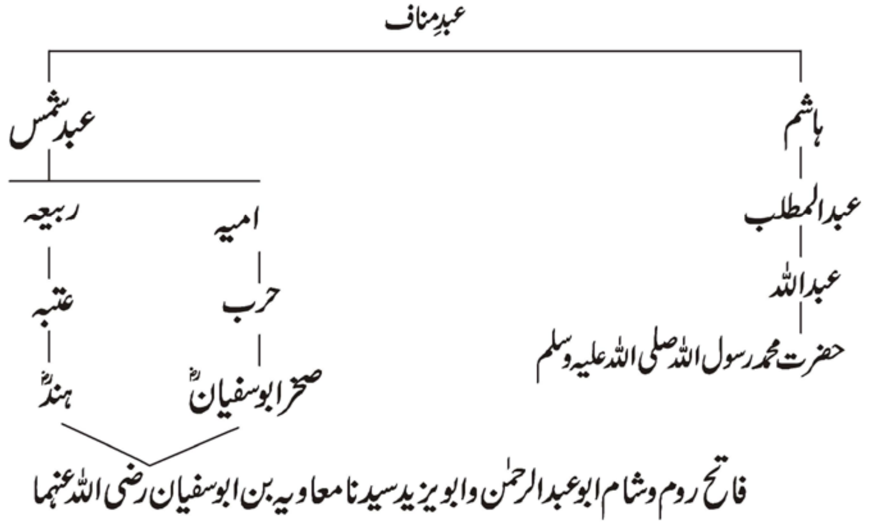

بنو ہاشم سے رشتہ داریاں:

کچھ بد بخت لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ دو متحارب قبیلے تھے۔ لیکن حقیقت مذکورہ نقشہ کے تحت اس کے بالکل برعکس ہے۔ کتب انساب اور تاریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے قبل از اسلام تا عروج عہد بنی امیہ ان دونوں قبیلوں میں خونی رشتے قائم رہے ہیں بلکہ بعد میں قائم رہے۔

(۱) **اُمّ جمیل بنت حرب:** سیدنا ابوسفیانؓ کی ہمشیر ام جمیل کا نکاح حضور علیہ السلام کے چچا ابولہب کے ساتھ ہوا۔

(۲) **فاطمہ بنت عتبہ:** حضرت معاویہ کی خالہ فاطمہ بنت عتبہ حضرت عقیل بن ابی طالب (عبدمناف) کے عقد میں تھیں۔

(۳) **ہند بنت ابی سفیان:** سیدنا ابوسفیان کی دختر اور ہمشیرِ خال المسلمین ہند کا نکاح حارث بن نوفل سے ہوا۔

(۴) **اُمّ المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رملہ رضی اللہ عنہا:** سیدنا معاویہؓ کی ہمشیرِ ثانی سیدہ ام حبیبہ رملہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ الصلوٰت والتسلیمات کے نکاح میں تھیں۔

(۵) **سیدہ رقیہ، سیدہ اُمّ کلثوم بنات سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی سیدہ رقیہ حضرت عثمان اموی کے نکاح میں تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تیسری صاحبزادی سیدہ ام کلثوم کو بھی سیدہ رقیہ کی وفات کے بعد حضرت عثمان اموی کے نکاح میں دے دیا۔

(۶) **لیلیٰ بنت میمونہ بنت ابی سفیانؓ:** حضرت ابوسفیانؓ کی نواسی اور حضرت معاویہ کی بھانجی لیلیٰ بنت میمونہ بنت ابوسفیان شہید کربلا سیدنا حسین ابن علی الہاشمی رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں۔

(۷) **سیدہ اُمّ محمد بنت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہا:** حضرت جعفر ابن ابی طالب کی پوتی ام محمد بن عبداللہ بن جعفر

طیار کی شادی یزید بن معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہوئی۔

(۸) سیدہ فاطمہ بنت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما: حضرت علی کی پوتی سیدہ فاطمہ بنت حسین ابن علی کی شادی سیدنا عثمان کے پوتے عبد اللہ بن عمر بن عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہوئی۔ان کے علاوہ بھی ان دونوں معزز قبائل (بنوامیہ اور بنو ہاشم) کے مابین سلسلۂ مناکحت چلتا رہا۔

(تذکرۂ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، پروفیسر قاضی طاہر علی الہاشمی، صفحہ ۲۶ تا ۲۹)

(نسبِ قریش، طبقات ابن سعد، جمہرۃ الانساب العرب، المعارف لابن قتیبہ، اسد الغابہ، مستدرک حاکم)

قبولِ اسلام:

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اپنے والدِ مکرم سیدنا ابوسفیان سے قبل مشرف باسلام ہوئے اور علیٰ اختلاف الروایات آپ نے عمرۃ القضاء کے موقع پر ۷ھ میں اسلام قبول کرلیا تھا اور اسی عمرۃ القضاء پر آپ ہی نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بال کاٹے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی ابنِ سعد کے حوالے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے۔

''لَقَد اَسلَمتُ قَبلَ عُمرَةِ القضية'' ''میں نے عمرۃ القضاء سے پہلے اسلام قبول کرلیا تھا'' (الاصابہ ج ۶ صفحہ ۱۱۳)

امام ابن کثیرؒ بروایت سیدنا معاویہ لکھتے ہیں۔

''اسلمت يوم القضية ولكن كتمت اسلامي من ابي ثم علم فقال لي هٰذا اخوك يزيد وهو خير منك عليٰ دين قومه......''

پھر لکھتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''قال معاوية ولقد دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة في عمرة القضاء واني لمصدق به'' (البدایہ والنہایہ ج ۸ صفحہ ۱۱۷)

میں نے عمرۃ القضاء کے موقع پر اسلام قبول کیا۔لیکن اپنے والد سے اسلام کو چھپایا۔پھر انہیں (میرے اسلام قبول کرنے کا) علم ہوگیا۔تو مجھ سے کہا کہ یہ تمہارا بھائی یزید ہے اور وہ تجھ سے بہتر ہے جو اپنی قوم کے دین قائم ہے۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے تو میں ان کی تصدیق کرنے والا تھا۔(البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۱۷/ تذکرہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، قاضی طاہر علی الہاشمی صفحہ ۱۱۴)

گورنری کا دور:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ملک شام پر فوج کشی کی ابتداء ہوچکی تھی اور سیدنا صدیق اکبرؓ نے اس فوج کشی میں مجاہدین کو چار لشکروں میں تقسیم فرمایا اور ان کی قیادت چار جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

کے سپرد فرمادی جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱)　سیدنا یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما۔انہیں حکم ہوا کہ تبوک کے راستے دمشق کا رخ کریں۔

(۲)　سیدنا شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ۔

(۳)　سیدنا عمرو ابن العاص اموی رضی اللہ عنہ۔

(۴)　امین الامت سیدنا ابوعبیدہ ابن الجرّاح رضی اللہ عنہ۔

پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہدایت فرمائی کہ جب یہ لشکر میدان حرب میں جمع ہو جائیں تو انکے سپہ سالار ابوعبیدہؓ ہوں گے۔اور اگر وہ نہ ہوئے تو یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما ہوں گے۔اب سیدنا صدیق اکبر نے سیدنا معاویہ کو ایسے لشکر کی قیادت سونپی جس کی ضرورت سیدنا یزید بن ابی سفیان کو شام میں تھی۔لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جمع ہونے شروع ہوئے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی قیادت وسیادت میں اس لشکر کو شام روانہ کر دیا۔

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

''واجتمع الیٰ ابی بکر اناس فامرّ علیھم معاویة و امرّ ہٗ بالالحاق بیزید فخرج معاویة حتیٰ لحق بیزید.'' (البدایہ والنہایہ ج ۷ صفحہ ۴)

''اور لوگ حضرت ابوبکر کے پاس جمع ہوئے تو آپ نے اس جماعت پر حضرت امیر معاویہ کو امیر مقرر کر کے لشکرِ یزید رضی اللہ عنہ سے ملنے کا حکم دیا۔پس حضرت معاویہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ حضرت یزید بن ابی سفیان سے جا ملے۔''

اور پھر لوگوں نے دیکھا کہ جس لشکر کو معاویہ لے کر گئے تھے اس نے کفار کی صفوں کو تار تار کر دیا تھا اور وہ جنگ ہار ہی کون سکتا تھا۔ابھی جنگِ یرموک جاری تھی کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بروز منگل ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو مغرب اور عشاء کے درمیان مالک حقیقی سے جا ملے۔(حیٰوۃ الحیوان ج ۱ صفحہ ۱۹۹ ''اردو'')

جس روز آپ کی وفات ہوئی اس روز ہی آپکی وصیت کے مطابق سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بیعت لی گئی۔

(حیات الحیوان، ج ۱ صفحہ ۲۰۰)

دورِ فاروقی میں اس جنگ میں سیدنا معاویہ نے کارہائے نمایاں انجام دیے اور ایک خصوصیت اس جنگ کی یہ ہے کہ اس جنگ میں سیدنا معاویہ کا تقریباً سارا خاندان شامل تھا۔

(۱)　سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ　　(۲)　سیدہ ہند رضی اللہ عنہا

(۳)　حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما　(۴)　حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

(۵)　　سیدہ جویریہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما

اس جنگ میں صیدا، عرقہ اور بیروت وغیرہ شام کے ساحلی علاقوں کی مہم میں حضرت یزید کی ماتحتی میں مقدمۃ الجیش کی کمان حضرت معاویہ کے ہاتھ میں تھی۔ عرقہ تمام تر آپ ہی کی کوششوں سے فتح ہوا۔ اب تقریباً پورا شام فتح ہو چکا تھا۔ صرف قیساریہ کا شہرہ گیا تھا اور یہ نہایت آباد اور پررونق علاقہ تھا۔ حضرت عمر نے سیدنا یزید کو حکم دیا کہ وہ قیساریہ کی مہم پر روانہ ہو جائیں انھوں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے شہر کا محاصرہ کر لیا اور اسی دوران سیدنا یزید رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے اور سیدنا معاویہ کو اپنا قائم مقام بنا کر دمشق واپس آ گئے اور یہیں وفات پائی پھر سیدنا معاویہ نے قیساریہ کو فتح کیا اور اس جنگ کے دوران اسّی ہزار رومی مارے گئے۔

شیعہ مؤرخ مرزا محمد تقی سپہر لکھتے ہیں:

> ''یزید بن ابی سفیان نے اپنے چھوٹے بھائی معاویہ کو چار ہزار کا لشکر دے کر قیساریہ کی طرف روانہ کیا اور خود تمام لشکر کے ساتھ دمشق کی طرف روانہ ہو گیا۔ رومی فوج نے جب دور سے مسلمانوں کے لشکر کو دیکھا تو انہیں یہ لشکر بہت کم دکھائی دیا اور اپنے طور پر یہ سوچنے لگے کہ اس لشکر کو شکست دینا کوئی مشکل بات نہیں۔ اس لیے وہ جنگ کرنے کے لیے شہر سے باہر نکل آئے، معاویہ نے لشکر کو تیار کیا اور حملہ کر دیا۔ جنگ شروع ہوئی اور مسلمانوں کو فتح و کامیابی ہوئی۔ (ناسخ التواریخ ج ۲ صفحہ ۱۷۲)

حضرت یزید رضی اللہ عنہ ۱۸ھ میں عمواس کے طاعون میں شہید ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بہت صدمہ ہوا اور آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو انکے بعد ان کی جگہ گورنر مقرر فرما دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حاکم مقرر فرمانے کے بعد کوفہ، مصر، حمص اور دیگر کئی جگہوں کے گورنروں کو معزول کر کے وہ خطے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیئے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے منتظم، مدبّر، محتسب اور سخت گیر خلیفہ کا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک صوبے کا گورنر مقرر فرمانا اور دوسروں کو گورنری سے معزول کر کے انکا علاقہ بھی انکے حوالے کر دینا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سیاسی اور مدبّرانہ صلاحیتوں کے مالک تھے اور یہ ان کو ودیعت خداوندی تھی۔ (**ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَن یَّشَاء**)

آخر کار اجل نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو آلیا اور ۲۶ رذی الحجہ ۲۳ھ کو ایک مجوسی ابولؤلؤ فیروز نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر زہر آلود خنجر سے حملہ کیا اور یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو آپ اسی زخم کے سبب اپنے خالق سے جا ملے۔

اب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور فتوحات کا سلسلہ اسی طرح جاری رہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ملک شام سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ تمام جنگی اور فوجی اختیارات بھی سونپ دیئے۔

ان اختیارات سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ فائدہ ہوا کہ انھوں نے بھرپور طریقے سے سبائیوں کو دبوچ دبوچ

کر ٹھکانے لگایا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارہ سالہ دورِ خلافت میں اعلائے کلمۃ اللہ اور اسلام کا بول بالا کر دیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ہونے والا ایک عظیم کارنامہ کہ جس کی بشارت حضور علیہ السلام نے دی تھی ''اوّل جیش من ا متی یغز ون ا لبحر فقد أ وجبو'' (بخاری، ج ۱ صفحہ ۴۱۰) تو سیدنا معاویہ ہی وہ پہلے صحابی ہیں جنہوں نے پہلا بحری بیڑہ تیار کیا اور پہلا بحری جہاد کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مستحق ٹھہرے۔ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی دردناک اور المناک شہادت کا واقعہ جمعہ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو مدینہ منورہ میں پیش آیا اور آپ کی قبر مبارک جنت البقیع میں ہے۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے چار سال نو ماہ کے دورِ خلافت میں بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اسی طرح شام کے گورنر ہی رہے۔

حضرت معاویہؓ کی سیدنا علیؓ سے محبت:

ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضرار صدائی سے باصرار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ جس پر انھوں نے غیر معمولی الفاظ میں حضرت علی کی تعریف وتوصیف کی۔

''فبکیٰ معاویۃؓ وقا ل رحم اللّٰہ ابالحسن کان و اللّٰہ کذٰ لک''

(الاستیعاب مع الاصابہ تحت علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہ ج۳ صفحہ ۴۴)

''تو حضرت معاویہؓ بہت روئے اور کہا کہ اللہ ابوالحسن پر رحم کرے اللہ کی قسم وہ ایسے ہی تھے''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت کو سنبھالا۔ آپ بڑے مدبر، صاحب الرّائے اور بہت ہی سوجھ بوجھ رکھنے والے تھے۔ آپ وہ تھے کہ جن کے بارے میں آقا ومولا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِن ابنی ھٰذا سید لعل اللّٰہ ان یصلح بہٖ بین فئتین عظیمتین من المسلمین''

(صحیح بخاری کتاب الصلح باب قول النبی للحسن بن علی ان ابنی)

تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ چھے ماہ پانچ دن مسند خلافت پر رہے اور پھر اپنے نانا سید الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اور آپ کی پیش گوئی کو سچ ثابت کرتے ہوئے خلافت سیدنا معاویہ کے حوالے کر دی اور ۲۵ ربیع الاول ۴۱ ہجری میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی (حیات الحیوان ج ۱ صفحہ ۲۱۸ ''اردو'')

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر بھی عمل کیا جو انھوں نے اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنی تھی:

''قَالَ الْحَسَنُ بُنُ عَلِیّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَذْھَبُ الاَ یَّامُ وَاللَّیَالِی حَتیّٰ یَمْلِکُ مُعَاوِیَۃ'' (البدایہ ج۸ صفحہ ۱۳۱)

''سیدنا حسن ابن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ دن اور رات کی گردش جاری رہے گی۔ یہاں تک کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مَلِک بن جائیں گے۔''

ایک شیعہ مجتہد محمد بن عمر کشی کی زبانی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف انتقالِ خلافت کی روئیداد ملاحظہ فرمائیں!

''فـقـا ل یـا حَسَـن قُم فَبَایِعُ فقَامَ فَبَایَعَ ثُمَّ قَالَ لِلحُسَین علیه السلام قُم فَبَایِع فَقَامَ فَبَـایَعَ ثُمَّ قَالَ یَا قَیس قُم فَبَـایِـعُ فَالْتَفَتَ لِلحُسَینُ علیه السلام یَنظُر مَا یَأ مُرہُ فَقَا لَ یاقَیسَ اِنَّہُ اِمَامِی یعنی الحسن علیه السّلام .''

''تقریب کے سٹیج سیکرٹری نے کہا: اے حسنؓ! اٹھیے اور حضرت معاویہؓ کی بیعت کریں۔ یہ سن کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ اٹھے اور بیعت کر لی پھر یہی بات حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہی۔ چنانچہ یہ بھی اٹھے اور بیعت کر لی پھر سٹیج سیکرٹری نے کہا اے قیس اٹھو اور بیعت کرو تو انھوں نے حضرت حسین کی طرف دیکھا کہ وہ اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ اس پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے قیس حضرت حسنؓ میرے قائد ہیں'' یعنی جب انھوں نے بیعت کر لی اور میں نے بھی۔ تو اب کیسی اجازت۔''

(رجال کشی تحت تذکرہ قیس بن سعد، ص ۱۰۲/ تذکرہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صفحہ ۱۸۹)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صرف خلافت حوالے نہیں کی بلکہ خود بھی اور بھائی حسین رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کر لی اور لوگوں پر واضح کر دیا کہ اب خلیفہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ انکی بیعت کی جائے۔ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ: **وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الاَعْدَاءُ.**

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے عظیم کارنامے کی وجہ سے اس سال کا نام **عام الجماعه** (اتحاد کا سال) رکھ دیا گیا کیونکہ لوگ گذشتہ پانچ چھے سالوں سے اختلافات وانتشار کا شکار تھے اور اب سب نے متفق ہو کر ایک شخص کو خلیفہ نامزد کر دیا تو تمام تر اختلافات دور ہو گئے۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۲۴ سال گورنری کی اور کوئی شخص بھی آپ سے غیر مطمئن نہ تھا اور خلافت کے بیس سالہ دور میں بھی کسی کو آپ کے خلاف شکایت کا موقع نہیں ملا۔

فتوحات:

مسند خلافت کا بار اٹھانے کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی کمر اس سے جھکی نہیں بلکہ آپ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اس فرمان کو جو انھوں نے آپ کو براہ راست فرمایا تھا:

''یَامُعَاوِیَۃُ اِنْ وَلِیتَ اَمْراً فَاتَّقِ اللّٰہَ وَاعْدِلْ''

''اے معاویہ اگر تم مسلمانوں کے والی وحاکم اور خلیفہ بن جاؤ؟ تو پھر اللہ کا لحاظ رکھنا اور انصاف کرتے رہنا۔''

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۴۴ھ میں مہلب بن ابی صفرہ رضی اللہ عنہ نے خیبر کے راستے فوج

کشی کی اور کابل کی سرحدات کو عبور کر کے سرزمین ہند میں اسلامی علم گاڑا اور ملتان تک پہنچے۔ بحری لڑائیوں میں صرف قسطنطنیہ ہی کا حملہ آپ کی بحریہ کا شاندار کارنامہ نہیں بلکہ آپ نے ''روڈس، اروارڈ'' اور بعض دوسرے یونانی جزائر کو فتح کیا۔

تاریخ گواہ ہے کہ آپ نے جہاں بیرونی فتوحات کیں وہاں اندرون ملک بھی عوام اور رعایا کی بہتری کے لیے مختلف اصلاحات نافذ کیں چنانچہ شیعہ مؤرخ امیر علی کو یہ لکھنا پڑا۔

''مجموعی طور پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت اندرون ملک بڑی خوشحال اور پرامن تھی اور خارجہ پالیسی کے لحاظ سے بڑی کامیاب تھی۔'' (ماہنامہ الاحرار لاہور، اکتوبر ۲۰۰۰ء)

آپ کی مدت خلافت ۱۹ سال اور چند ماہ تھی۔ (الاستیعاب ج ا صفحہ ۲۶۲)

وفات:

صحیح روایت کے مطابق یزید کی ولی عہدی کی بیعت ۵۰ھ میں ہوئی۔ یزید نے دس سال تک ولی عہدی کے فرائض آپ کی حیات مبارکہ میں ہی سرانجام دیے۔ حتی کہ ۶۰ھ میں جب کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی عمر کے اٹھتر برس گزار چکے تھے ان کی طبیعت کچھ ناساز ہوئی لیکن جام عمر لبریز ہو چکا تھا۔ لہٰذا کوئی چارہ ساز گار نہ ہوا۔ آخر ایک روایت کے مطابق ۲۲ ر رجب ۶۰ھ کو مختصر سی علالت کے بعد داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

ماخذ

(۱) قرآن مجید، سورت الصّف: ۲

(۲) ''صحیح بخاری''، کتاب الصلح باب قول النبی للحسن بن علی ان ابنی

(۳) ''صحیح بخاری''، ج ا

(۴) ''صحیح مسلم''، ج ا

(۵) ''الاستیعاب''، ج ا

(۶) ''تطہیر الجنان''، صفحہ ۱۵ طبع مصر

(۷) ''رجال کشی، تحت تذکرہ قیس بن سعد''، محمد بن عمر کشی

(۸) ''تذکرہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ''، پروفیسر قاضی طاہر علی الہاشمی

(۹) ''سیدنا معاویہؓ پر اعتراض کا علمی تجزیہ''، پروفیسر قاضی طاہر علی الہاشمی

(۱۰) ''ناسخ التواریخ''، مرزا محمد تقی سپہر، ج ۲

(۱۱) ''حیات الحیوان''، کمال الدین الدمیری (عربی، اردو) ج ا

(۱۲) ''البدایہ والنہایہ''، علامہ ابن کثیر ج ۷، ۸

(۱۳) ''الاصابہ''، ابن حجر عسقلانی، ج ۳

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر محمد اکرام تائبؔ

آؤ پھر سرکار کی باتیں کریں
آپ کے دربار کی باتیں کریں

رات دن رحمت برستی ہے جہاں
اُس گلی ، بازار کی باتیں کریں

بابِ بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ
منبر و مینار کی باتیں کریں

دشمنوں کے دل فتح جس نے کیے
اُس سپہ سالار کی باتیں کریں

پھر بہر سُو پھیل جائے روشنی
پھر لب و رخسار کی باتیں کریں

جس پہ تائبؔ خود خدا قربان ہے
اُس حسیں شہکار کی باتیں کریں

انجامِ گلستاں......؟

سید ابوذر بخاریؒ

تماشا ہے کہ سب دانا بنے ہیں احمق اور جھلّو
سمجھ انجام گلشن کا کہ ہے ہر شاخ پر اُلو

عجب حالات ہیں اپنے ، ہے ان کو جو سلجھائے؟
وہی دانا ہے جو اپنا بچا لے دامن اور پلّو

ادھر بہروپیوں سے دین میں گڑ بڑ گھٹالا ہے
سیاست ہے ادھر ''چُریَّٹ'' دھوکا ، گھپلا اور جھُرلو

مصاف زندگی میں کوئی بھی حق کا نہیں ساتھی
مگر کہنے کو سب عاشق ''فِانْ جزءٍ ولو کل''

فقط اغرض کی ہے جنگ اور گھمساں کا رن ہے
کہ لیڈر ڈوبنا چاہیں تو کافی ان کو ہے چُلّو

اکھاڑا بن گیا تخریب و سازش کا یہ ملک آخر
خدا حافظ ہے ورنہ اس کا مشکل ہے نظر بٹّو

☆☆☆

علی گڑھ یونیورسٹی میں شاہ جی کا سحرِ خطابت

شان الحق حقی مرحوم

شان الحق حقی مرحوم، اردو لغت اور ادب کی نام ور شخصیت ہیں۔ انھوں نے اپنے ایک مضمون ''کوئے آشنا'' میں قیامِ علی گڑھ کی یادنگاری کرتے ہوئے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے یونین ہال میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے ایک سحر انگیز خطاب کی روداد لکھی ہے۔ ان کے بقول انھیں کئی بار شاہ جی کی تقریر سننے کا اتفاق ہوا۔ اُن کی ہر تقریر خطابت کا شاہکار ہوتی لیکن علی گڑھ کی تقریر اپنی مثال آپ تھی۔ ذیل کا اقتباس ڈاکٹر صفوان محمد چوہان کے شکریے کے ساتھ قارئین کی نذر ہے۔ (ادارہ)

......خیر، تقریر کے فن کا کوئی جادوگر تھا تو یادش بخیر ونامَش بسلامت سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔ اُن کی تقریر کیا تھی ایک رنگا رنگ تماشا تھی جس میں وعظ بھی شامل تھا، بحث و استدلال بھی، اداکاری بھی، قصہ گوئی و لطیفہ طرازی بھی، اشعار بھی، لحن بھی، پیار بھی، پھٹکار بھی۔ اردو، پنجابی، ہندی، فارسی، عربی، سب کچھ۔ اور اندازِ گفتار میں ایسی گرفت کہ تقریر عشا کے بعد شروع ہوتی تو فجر کی آذان تک بھی چلتی مگر کوئی کھڑا ہو یا بیٹھا، کیا مجال جو مجمع میں سے سرک جائے۔ واضح رہے کہ اِن جلسوں میں مائکروفون کا پتہ نہ تھا مگر میرے کانوں میں آج بھی اُن کی آواز اِسی طرح گونج رہی ہے جیسے ایمپلی فائر میں سے نکلی ہو۔ کبھی شیر کی طرح گرجتے کبھی پھوار کی طرح برستے۔ علی گڑھ کے یونین ہال میں اُن سے فرمائش کی گئی کہ قادیانیوں کے خلاف کچھ نہ کہیے گا۔ کوئی دو گھنٹے بولے۔ احمدیوں کا واقعی نام نہیں لیا۔ لیکن چھینٹے اُن پر بھی اُڑاتے رہے اور تان بھی اِسی مضمون پر توڑی۔ کسی حکایت کا ایک آخری ٹکڑا تھا کہ ماں نے تو آخری لڈو اپنے چہیتے لال کو دے دیا تھا۔ بعد میں جو کوئی مانگتا ہوا پہنچا تو اُس نے دامن جھٹک دیا کہ میرے پاس اب لڈو کہاں؟ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ. بس اسی آیت پر تقریر ختم ہوگئی۔ ممکن ہے بات بے تکی معلوم ہو۔ لیکن یہی تو تقریر کا جادو ہے کہ مجمع پھڑک اٹھا۔ اِس سے بڑھ کر کمال یہ کیا کہ جھوٹ کی مذمت میں تقریر کی اور حاضرین سے عہد لیا کہ کبھی جھوٹ نہیں بولیں گے۔ طالب علموں نے بڑی سادگی سے ہاتھ اُٹھا دیے۔ اِسے کہتے ہیں سٹی گم کر دینا۔ پڑھا لکھا ذہین طبقہ ذرا تو سوچتا کہ کہاں تک اِس عہد کو نباہ سکے گا۔　　(''کوئے آشنا'' سرسید ڈے میگزین، نیویارک، ۲۰۰۱ء)

علی گڑھ یونیورسٹی میں شاہ جی کی معرکہ آراء تقریر

مولوی محمد سعید مرحوم
(سابق ایڈیٹر ''پاکستان ٹائمز'' لاہور)

مولوی محمد سعید مرحوم، پاکستان کی انگریزی صحافت کے معمار بزرگوں میں سے تھے۔ ڈان، پاکستان ٹائمز، ٹائمز آف کراچی اور سول اینڈ ملٹری گزٹ میں کام کیا۔ پاکستان ٹیلی ویژن سے بھی منسلک رہے۔ بڑی بات تو یہ ہے کہ مرحوم اردو کے صاحبِ اسلوب نثر نگار تھے۔ ۱۹۹۱ء میں بعمر اَسّی سال وفات پائی۔ یہ مضمون اُن کی ذاتی یادداشتوں پر مشتمل کتاب ''آہنگ بازگشت'' سے لیا گیا ہے۔ (ادارہ)

علی گڑھ کی مرکزی حیثیت کا اندازہ اس ایک جملے سے ہوتا ہے جو سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ایک مرتبہ یونین ہال میں تقریر شروع کرنے سے قبل کہا کہ جب لاہور سے چلا تو احباب نے کہا کہ اگر علی گڑھ کے مسلمانوں سے خطاب کرنا ہے تو شہر کی جامع مسجد میں تقریر کرنا اور اگر پورے ہندوستان کے مسلمانوں سے کچھ کہنا ہے تو یونیورسٹی میں تقریر کرنا۔

اس دور میں علی گڑھ میں چار عظیم ہستیاں آئیں۔ حکمرانوں کے جذبات کے ترجمان لارڈ لوتھین کہ جن کے بارے میں عام تأثر تھا کہ وہ وائسرائے بن کر آرہے ہیں۔ کانگریس کے ذہن کی ترجمان مسز سروجنی نائیڈو، مسلمان وطن پرستوں کے نمائندہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مسلمانوں کے ابھرتے ہوئے نمائندہ محمد علی جناح۔ یہ مشاہیر اپنے اپنے رنگ میں فقید المثال تھے۔

عطاء اللہ شاہ بخاری خوبرو، خوش گلو، خطابت کی ہر رمز کے شناسا اسٹیج پر آتے تو آنکھوں کو بھلے لگتے، بولتے تو فردوس گوش اور تقریر جیسے جیسے ابھرتی دماغ دل کے حق میں دست بردار ہوجاتا اور دل شاہ جی کی انگلیوں میں ہوتا۔ شاہ جی نے یونین ہال میں ایک معرکہ آراء تقریر میں الیوم اکملت لکم دینکم کی تفسیر بیان کی۔ یونین کے صدر کو گمان گزرا کہ تقریر شاید فرقہ وارانہ ہوجائے گی۔ چنانچہ انھوں نے شاہ جی کی خدمت میں عرض کی کہ فرقہ وارانہ تقریر یونین کے قواعد کی رو سے ممنوع ہے۔ شاہ جی نے اطمینان دلایا کہ یونین کی ہر روایت کی پاسداری کی جائے گی۔

تقریر شروع ہوئی۔ اس حال میں کہ سٹیج پر دیگر حضرات کے علاوہ رشید احمد صدیقی جیسے بذلہ سنج اور شستہ مذاق

اور ہادی حسن جیسے سحر بیان بیٹھے ہوئے تھے۔ شاہ جی جب ظرافت پر آتے تو رشید احمد ہنسی ضبط نہ کر سکتے اور جب خطابت کی بلندیوں کو چھوتے تو ہادی حسن جھوم جھوم جاتے۔ ان کی تقریر کا نقطۂ عروج وہ سین تھا، جب انھوں نے اپنے رومال کی جھولی بنا کر آگے بیٹھے ہوئے بچوں سے کہا کہ آؤ بچو مٹھائی لیتے جاؤ۔ ایک ایک بچہ آگے بڑھتا۔ شاہ جی اس کی جھولی میں کچھ نہ کچھ ڈال دیتے۔ جب آخری بچہ آیا تو اس کی جھولی میں سب کچھ الٹ دیا اور جب اس کے بعد بھی ایک بچہ اچانک اٹھ بیٹھا تو شاہ جی نے اپنا خالی رومال ہوا میں لہرا کر وجد آفرین قرأت میں **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی** کا اعلان کر دیا۔ یہ آیت اس سوز اور حمیّت سے پڑھی کہ پورا ہال تحسین کے نعروں سے گونج اٹھا۔ اقبال کے مصرعہ ''داد مارا آخریں جامے کہ داشت'' کو یوں حقیقت کے سانچے میں ڈھلتے ہوئے آنکھوں نے اس روز دیکھا۔ شاہ جی کو زبان پر جو عبور حاصل تھا۔ اس پر انھوں نے اپنے فخر کا دلّی اور لکھنؤ والوں کو خطاب کر کے اظہار یہ کہہ کر کیا:

''برس دن کے بعد اردو میں تقریر کر رہا ہوں کہیں زبان کی غلطی کر جاؤں تو ٹوک دینا۔''

میں تقریر سن رہا تھا اور میرے ذہن میں شاہ جی کی ایک اور ہی تصویر ابھر رہی تھی۔ ''چونڈہ'' کا دیہاتی اسٹیج ہے۔ ان پڑھ لوگوں کا ہجوم ہے۔ شاہ جی پنجابی میں تقریر کر رہے ہیں اور سادہ ورق لوگوں کے دلوں کو گرماتے جا رہے ہیں۔ یا پھر ''گلوشاہ'' کے میلے میں منبر بچھا ہوا ہے، وہ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اور لوگ سر دھن رہے ہیں۔ اسٹیج علی گڑھ کا ہو یا موچی دروازے کا، منبر جامع مسجد دہلی کا ہو یا گلوشاہ کا، شاہ جی کا جادو یکساں ایمان افروز ہوتا۔

(''آہنگ بازگشت'')

☆☆☆

ماہانہ مجلس ذکر واصلاحی بیان

3 اگست 2008ء
اتوار بعد نماز مغرب

دفتر احرار 69/C
وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی پہلی اتوار کو بعد نمازِ مغرب مجلس ذکر واصلاحی بیان ہوتا ہے

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور فون: 042-5865465

مرزا نذیر احمد عینک فریبی
ایک نابغۂ روزگار مزاح گو

عبداللطیف الفت
(اسلام آباد)

عینک فریبی مرحوم، جن کی قومی ترانے کی پیروڈی ''نقیبِ ختم نبوت'' (اگست ۱۹۹۲ء) میں چھپ کر دور ونزدیک سے داد پا چکی ہے، دہلی کے رہنے والے تھے۔ ان کا اصلی نام مرزا نذیر احمد تھا۔ اس پیروڈی کا پس منظر یہ تھا کہ پچاس کے عشرے میں ملک کے قومی ترانے کے سلسلے میں شعراء سے فکری کاوشوں کی استدعا کی گئی۔ مختلف ''نمونے'' سامنے آئے۔ ہر خاص وعام کو معلوم تھا کہ فردوسیٔ اسلام حفیظ جالندھری کا پیش کردہ ''قومی ترانہ'' سرکار میں شرفِ قبولیت حاصل کرلے گا۔ منظوری سے پہلے ہی یہ ترانہ اخبارات اور جرائد میں چھپ چکا تھا اور اس کے حسن وقبح پر لے دے شروع ہوگئی تھی۔ اہم ترین اعتراض یہ تھا کہ زبان کے اعتبار سے یہ ترانہ تمام تر فارسی زبان میں ہے اور پورے مسودہ میں اردو کا صرف ایک لفظ ''کا'' استعمال ہوا ہے اور وہ اس مصرع میں ......ع

پاک سرزمین ''کا'' نظام

ملک کے حالات اس وقت بھی دگرگوں تھے۔ عہدوں کی بندر بانٹ، متروکہ املاک پر ناجائز قبضے، جائز وناجائز طریقے سے دولت سمیٹنا، رشوت اور سفارش کا دور دورہ، غرض یہ کہ صورتِ حالات اتنی مایوس کن تھی کہ خود قومی ترانے کے مصنف حفیظ جالندھری کو کہنا پڑا: ؎

رہنماؤں کو سجا کر منزلِ مقصود پر　　ٹھوکریں کھاتا ہے، تاریکی میں امت کا جلوس
جن بہشتی مقبروں پر ہوگئے روشن چراغ　　ملت ِ بیضا یہی تھے چند گنتی کے نفوس
ہم نے یہ طرّے چنے تھے لیگ کے ارشاد پر　　لیگ خود ہی سرنگوں ہے آج اس افتاد پر

ان حالات کی عکاسی کرتے ہوئے مختلف لوگوں نے طبع آزمائی کی اور ان کا صحیح نقشہ کھینچا۔ ملک کے معروف مزاح گو مجید لاہوری نے بھی مجوزہ ترانے کی پیروڈی لکھی جو ان کے جریدے ''نمک دان'' میں چھپی۔ ملاحظہ فرمائیں:

تحفۂ حسین شاد باد

بج رہی ہے بین ، شاد باد میرے لال دین شاد باد
تیرا پان کتنا پُر بہار جانِ لالہ زار
تحفۂ حسین شاد باد
کتھا چونا چھالیہ قوام انسدادِ نزلہ و زکام
رنگ و بو کی مملکت جانِ من تابندہ باد
تیرا کیف حاصلِ مراد
حاملِ روایت قدیم مظہرِ عنایت عمیم
رہبرِ صراطِ مستقیم رحمتِ کریم
ارمغانِ جنتِ نعیم

مجید لاہوری کا ایک اور ترانہ بھی ہے جو انہی دنوں ''نمکدان'' میں شائع ہوا:

پاکستان ہمارا ہے

پاکستان ہمارا ہے ، پاکستان ہمارا ہے
چھک چھک ، پھٹ پھٹ ، غر غر غوں
بھر بھر ، پھُس پھُس ، پوں پوں پوں
جھام جھما جھَم ، جھیم جھوں
جھجر جھجر جھجر جان
پاکستان
پاکستان ہمارا ہے ، پاکستان ہمارا ہے
ہم سندھی ہم مکرانی
ہم بلوچی ہم ملتانی
ہم کشمیری ہم پنجابی
ہم بنگالی ہم پٹھان

وئی وئی ، ڈغ ڈغ ڈان
پاکستان
پاکستان ہمارا ہے ، پاکستان ہمارا ہے
رستہ تیرا ٹانگ ہماری
کنگھ تیرا ، مانگ ہماری
مرغا تیرا ، بانگ ہماری
تیری پگڑی ، میری شان
ٹاٹن ٹان ٹناٹن ٹان
پاکستان
پاکستان ہمارا ہے ، پاکستان ہمارا ہے

مرزا نذیر احمد عینک فریمی کی پیروڈی سب پر سبقت لے گئی۔ ان اشعار کو بار بار پڑھئے اور غور فرمائیے کہ کیا موجودہ ملکی وقومی کیفیت پر یہ سو فیصد منطبق نہیں ہوتے:

لوٹ مار چھین شاد باد

کھیت گھر زمین شاد باد کار بہترین شاد باد
پگڑیاں وزارتیں مکان کوٹھیاں ، عمارتیں ، دکان
لوٹ مار چھین شاد باد
بے وقوف لوگ ہیں عوام رہ گئے غلام کے غلام
کرسی ، عہدہ ، سلطنت جوئندہ و پائندہ باد
لیڈروں کی منزلِ مراد
ہر طرف سفارشوں کا جال سرنگوں ترقی و کمال
پاک سر زمین میں حلال رشوتوں کا مال
رحمتِ خدائے ذوالجلال

مرزا کو میں نے ۱۹۵۱ء یا ۱۹۵۲ء میں گورنمنٹ کالج راولپنڈی کے ایک مشاعرے میں سنا۔ ان کی نظم پروردگارِ عالم کی قدرتوں اور کرشمہ سازیوں کے بیان پر مشتمل تھی اور ٹیپ کا مصرعہ تھا:

''سب کو کیا ہے تو نے پیدا''

اس نظم میں ارض وسما کی پہنائیوں میں تخلیق شدہ تمام عناصر کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ نظم پڑھتے ہوئے وہ اس مصرعے پر پہنچے:

مسجد، مندر، بُدھوں کے مَٹھ

پھر رک گئے۔ ہال پر ایک نظر اِدھر سے اُدھر تک دوڑائی۔ مصرع دوبارہ پڑھا۔ حاضرین جو پہلے ہی نظم کے سحر میں آ چکے تھے، بے چینی سے منتظر تھے۔ شعراء سوچ رہے تھے کہ ''مَٹھ'' کا کیا قافیہ باندھا جائے گا۔ مرزا نے پورے سسپنس کے بعد شعر مکمل کیا:

مسجد ، مندر ، بدھوں کے مٹھ

اکسٹھ ، باسٹھ ، تریسٹھ ، چونسٹھ

سامعین کی داد وتحسین نے آسمان سر پر اٹھالیا۔ محسوس ہو رہا تھا کہ ہال کی چھت اڑ جائے گی۔

مشاعرہ ختم ہوا۔ ہم چند دوست بے تابی سے لپکے کہ عینک فریمی سے ملیں، لیکن پتا چلا کہ یہ نوجوان شاعر جس نے مشاعرہ لوٹ لیا تھا کب کا جا چکا ہے۔ پتا چلا کہ اسے کالج کی طرف سے ترتیب دیئے گئے پُر لطف عشائیے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

اس کے بعد ایک مدت تک عینک فریمی کسی محفل میں نظر نہیں آئے۔ بعد ازاں جب ان سے خاصی قربت ہوئی (اس کی تفصیل بعد میں آ رہی ہے) تو پتا چلا کہ یہ اللہ کا بندہ شہرت اور نام ونمود سے کوسوں دور بھاگتا ہے۔ یوں بھی طبیعت میں ایسی درویشی اور بے نیازی تھی کہ نہایت پُر گو شاعر ہونے کے باوجود نہ اپنا کلام سنبھال کر رکھا نہ کوئی بیاض مرتب کی۔

مرزا سے میری ذاتی دوستی کا آغاز ۱۹۵۵ء میں ہوا۔ میں گارڈن کالج سے بی اے کر چکا تھا اور خاندانی حالات کی وجہ سے مزید تعلیم کے لیے لاہور پنجاب یونیورسٹی نہیں جا سکتا تھا۔ خوش قسمتی سے گارڈن کالج میں ہی پنجاب یونیورسٹی نے (جو اس وقت صوبہ کی واحد یونیورسٹی تھی) تاریخ، اردو اور انگریزی میں ایم اے کلاسز کی منظوری دے دی۔ مقامی ضروریات کے مطابق یہ کلاسیں شام کو ہوتی تھیں۔ میں نے ایم اے تاریخ میں داخلہ لے لیا، دن بھر فراغت تھی۔ چنانچہ میں نے جی ایچ کیو میں ملازمت کے لیے ٹیسٹ دیا اور میری تعیناتی بطور اسسٹنٹ ہو گئی۔ اس زمانہ میں یہ ملازمت بہت غنیمت تھی۔

قسمت کی خوبی دیکھئے کہ مجھے جس سیکشن میں بھیجا گیا مرزا انذیر احمد عینک فریمی وہاں پہلے ہی کام کر رہے تھے۔ چند دنوں میں ہمارا تعلق گہری دوستی میں بدل گیا۔ یہاں مجھے مرزا کو قریب سے دیکھنے اور پرکھنے کا موقع ملا۔

مرزا اپنی عام زندگی میں ان تمام خوبیوں اور خرابیوں کا مرقع تھے جو عرصے سے شاعروں کا طرۂ امتیاز سمجھی جاتی ہیں لیکن ان کے سینے میں ایک ایسا دل تھا جو اسلام اور پاکستان کے لیے دھڑکتا تھا۔ ان کے اندر کا یہ پکا اور سچا مسلمان جلد ہی باہر بھی آ گیا۔ شاید اس میں کچھ ہم ایسوں کی صحبت کا بھی اثر تھا جنھوں نے بزرگوں کی آنکھیں دیکھی تھیں۔

میرے لیے سرکاری ملازمت اور وہ بھی فوج کے ہیڈ کوارٹر کی ملازمت کا یہ پہلا موقع تھا۔ ایک آزاد منش انسان کے لیے دفتری ماحول کی جکڑ بندیاں سوہانِ روح تھیں۔ میرے اضطراب کا اظہار بھی ہوتا رہتا تھا۔ ایک روز کسی نے پوچھا

کہ کیوں بھائی دفتر میں دل لگ گیا۔ مرزا نے فوراً پھڑکتا ہوا مصرع کہہ دیا:

نو گرفتارِ بلا ہے یہ تڑپتا ہے ابھی

پھر تھوڑی دیر کے بعد گویا ہوئے اور شعر مکمل کر دیا:

طائرِ دل کے یہ انداز بدل جائیں گے

یوں ایک خوبصورت شعر موزوں ہوگیا۔

جی ایچ کیو میں انگریزوں کے وقتوں سے کینٹین کو ''ٹفن روم'' کہا جاتا تھا۔ ان ٹفن روموں کا معیار عام دفتری کینٹینوں سے بہت بہتر تھا۔ خصوصاً چائے بہت عمدہ ہوتی تھی۔ مرزا کی طرف سے قریبی ٹفن روم کو ہدایت تھی کہ صبح آتے ہی چائے کا ایک سیٹ ان کی میز پر ہونا چاہیے۔ اسے وہ اپنی اصطلاح میں ''صبوحی'' کہتے تھے۔ جلد ہی میں بھی اس صبوحی کی محفل کا مستقل شریک ہوگیا۔ چائے کے گرم گرم جرعوں کے ساتھ مرزا کا تازہ کلام بھی دل و دماغ کو فرحت بخشتا تھا۔

میں اسے شعروادب کی دنیا کے لیے بہت بڑا سانحہ سمجھتا ہوں کہ اس نابغۂ روزگار اور قادرالکلام شاعر کا ملک وملت کے درد میں ڈوبا ہوا کلام ضائع ہوگیا۔ اس عمر میں حافظہ بھی جواب دے گیا ہے لیکن جو چند اشعار مجھے یاد رہ گئے ہیں۔ ان سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ مرزا کس پایہ کے شاعر تھے اور ان کے اندر اسلام اور پاکستان کی محبت کس طرح کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

ایک روز صبح ہی صبح چائے کی محفل میں، میں نے محسوس کیا کہ مرزا پر غیر معمولی پژمردگی چھائی ہوئی ہے۔ میں نے اداسی کا سبب پوچھا تو کہنے لگے تعجب ہے کہ آپ کو اس اداسی کی وجہ معلوم نہیں۔ ہمارے اصرار پر کہنے لگے آپ لوگوں نے یہ خبر نہیں سنی کہ کل روس نے اپنا ایک سیارہ زمین کی کشش ثقل کو توڑ کر فضا میں بھیج دیا ہے۔ جس میں ایک کتیا بھی سوار ہے۔ یہ سیارہ سپٹنک اوّل تھا اور اس میں سوار کتیا کا نام ''لائیکا'' تھا۔ اس کے بعد مرزا نے اپنا ایک قطع سنایا جوان کی شاعرانہ عظمت، شدتِ احساس اور معاملات پر گہری نظر کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ پڑھیے اور سر دھنیے۔ فرمانے لگے:

''سعیِ پیہم'' سے طریقِ شیخ چلّی دور ہے　　　اپنے دل سے جذبۂ قومی و ملی دور ہے
ایک ہم ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ دلّی دور ہے　　　ایک وہ ہیں جن کے کتے بھی فلک پر چڑھ گئے

اس قطعہ میں ''سعیِ پیہم'' کی ترکیب کی معنویت اور ''دلّی دور ہے'' کے محاورے کا استعمال خصوصاً توجہ چاہتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ معرکۃ الآرا سائنسی ایجادات چند دنوں میں وجود میں نہیں آتیں۔ ان کے لیے برسوں کی محنت اور مسلسل تحقیق لازمی ہے اور شیخ چلّی کی طرح خیالی پلاؤ پکانے والی قوم کے لیے ایسے کارنامے ناممکنات میں سے ہیں۔

پچاس کی دہائی میں ہی پاکستان میں گندم کی شدید قلت پیدا ہوگئی تھی۔ اسی وقت امریکہ بہادر میدان میں کود پڑا۔ امریکہ کی فالتو اور مضرِ صحت گندم سے لدے جہاز کراچی کی بندرگاہ پر پہنچ گئے۔ قوم کو اس احسان کی اہمیت جتلانے کے لیے پبلسٹی کے تمام تر وسائل استعمال کیے گئے۔ اونٹ گاڑیوں پر لد کر یہ گندم شہر میں گھمائی گئی اور اونٹوں کے گلے میں

''تھینک یو امریکہ'' کی تختیاں لٹکائی گئیں۔ ادھر جب یہ گندم پس کر لوگوں کے معدوں میں پہنچی تو اکثریت کے پیٹ خراب ہوئے۔ مرزا نے اس صورتِ حال پر یوں تبصرہ کیا:

''سام'' کے تحفے سے پیچش کی شکایت ہے فضول

کھا کے گندم قوم کو سرسام ہونا چاہیے

اس دور میں ایک معذور گورنر جنرل (۱) نے منکرین حدیث کی خوب حوصلہ افزائی کی اور ان کے سرخیل (۲) نے احسانات کا بدلا یوں اتارا کہ حاکم وقت کے لیے ''مرکزِ ملت'' کی اصطلاح وضع کی اور ان صاحب کو اس کا مصداق ٹھہرایا۔ مرزا کی گرفت ملاحظہ فرمایئے۔ اسی نظم میں کہتے ہیں:

کفر کی تبلیغ کیجیے، کفر کو پھیلایئے

کفر کا عنواں مگر اسلام ہونا چاہیے

ان کا تقریباً تمام کلام اسی نوعیت کا ہوتا تھا۔ قومی معاملات میں ان کی دقتِ نظر، دردمندی اور قدرتِ کلام کا مظہر، صد حیف کہ یہ قومی اثاثہ محفوظ نہیں رہ سکا۔

مرزا نے بعد میں کراچی یونیورسٹی سے ایل ایل بی کیا پھر کسی نہ کسی طرح انگلستان پہنچ گئے۔ وہاں انھوں نے بیرسٹری بھی کی اور دارالکفر میں جا کر ان کے اندر کا پکا اور سچا مسلمان پوری آب و تاب کے ساتھ باہر نکل آیا۔ ان کی عام زندگی میں اسلامی تعلیمات کا بھرپور عکس نظر آنے لگا۔ انگلستان میں انھوں نے یہودیوں اور قادیانیوں کی سرگرمیوں کا بھی خوب مقابلہ کیا۔ ہمارے مشترکہ دوست بتاتے ہیں کہ انھوں نے ہائیڈ پارک کے سپیکرز کارنر میں اسلامی تحریکوں کی مؤثر ترجمانی کی بلکہ ایک مرتبہ یہودیوں کے ہاتھوں مار بھی کھائی۔ وہ سپیکرز کارنر کے مستقل حاضرین میں شامل رہے۔

انگلستان میں پانچ چھے سال گزار کر وہ پاکستان واپس آ گئے اور راولپنڈی میں وکالت شروع کر دی لیکن جلد ہی انھیں ایک ایسے صدمے سے دوچار ہونا پڑا جو ان کے لیے جان لیوا ثابت ہوا۔ ابھی وہ پچاس کے پیٹے میں تھے کہ خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

ان کی موت بھی ان کی قومی غیرت اور انتہائی حساس قلب کی ترجمان تھی۔ ہوا یوں کہ ان کا بھائی ایک ملک دشمن سرگرمی میں ملوث ہونے کے الزام میں پکڑا گیا۔ یہ الزام بعد میں ثابت نہ ہو سکا لیکن مرزا نذیر احمد عینک فریبی کے لیے یہ خبر جانکاہ ثابت ہوئی۔ انھیں اتنا شدید دھچکا لگا کہ وہ جانبر نہ ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔ (آمین)

ان کے بلند پایہ کلام میں سے ان کے ہاتھ کی تحریر کردہ ایک نظم میرے پاس محفوظ رہ گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں ان کے ''اصلی قومی ترانے'' کے علاوہ یہ نظم بھی انھیں لافانی بنا دینے کے لیے کافی ہے۔ یہ نظم اس دور کی ہے جب پاکستان کے

(۱) غلام محمد لنگڑا (۲) غلام احمد پرویز

ایک گورنر جنرل اپنی خوش خوراکی کی وجہ سے بہت بدنام تھے۔ کہا جاتا تھا کہ انھیں صبح وشام مرغ نوشی سے فرصت نہ تھی۔ مرزا نے ان کی اس وجۂ شہرت کو سامنے رکھتے ہوئے نظم کا عنوان ''مرغ نامہ'' رکھا اور ملک کو درپیش تمام مسائل، اخلاقی انحطاط، بے حسی اور مشکلات سے چشم پوشی کی نہایت شاندار عکاسی کی۔ اس نظم کے بہت سے بند آج کے حالات پر بھی منطبق ہوتے ہیں۔ یہ نظم بطور تبرک پیش خدمت ہے۔

مرغ نامہ

ہر طرف پیچ و تاب ککڑوں کوں　　چار سو اضطراب ککڑوں کوں
کربلا بن رہا ہے پاکستان　　خشک راوی چناب[(۱)] ککڑوں کوں
اے قیادت مآب ککڑوں کوں
نعرۂ انقلاب ککڑوں کوں
سندھ ، پنجاب ، سرحد و بنگال　　ہر جگہ جوتیوں میں بٹتی ہے دال
مصر ، ایران ، بھارت و کشمیر　　قوم کے سامنے ہیں لاکھ سوال
اور سب کا جواب ککڑوں کوں
نعرۂ انقلاب ککڑوں کوں
خاک اڑتی ہے گلستانوں میں　　جوتے چلتے ہیں باغبانوں میں
آشیاں کی خبر نہیں ان کو　　وہ تو ہیں مست مرغی خانوں میں
یعنی عالی جناب ککڑوں کوں
نعرۂ انقلاب ککڑوں کوں
یہ حقیقت ہے یا فسانہ ہے　　برق کی زد میں آشیانہ ہے
رہبرِ قوم کو ہے پیٹ کی فکر　　ان کے لب پر یہی ترانہ ہے
لاؤ شامی کباب ککڑوں کوں
نعرۂ انقلاب ککڑوں کوں
یوں ہی لے لیں گے وادی کشمیر　　کیا ضروری ہیں خنجر و شمشیر
جنگ ہے کام بدمعاشوں کا[(۲)]　　چھوڑ اے قوم نعرۂ تکبیر

(۱) اوراب توراوی چناب حقیقتاً خشک ہوہی گئے ہیں۔ (۲) آج بھی ہمیں باور کرایا جارہا ہے کہ جنگ شریفوں کا وطیرہ نہیں

اب تو ہے کامیاب ٹکڑوں کوں
نعرۂ انقلاب ٹکڑوں کوں

قوم سود و زیاں کو کیا سمجھے　　وہ ہماری زباں کو کیا سمجھے
سو گئی ہے اذان سن سن کر　　لطفِ کُٹ کُٹ کُٹاں کو کیا سمجھے
نغموں کا انتخاب ٹکروں کوں
نعرۂ انقلاب ٹکڑوں کوں

ٹھونگا سب کو لگا گیا مرغا　　رنگ اپنا جما گیا مرغا
انقلابات ہیں زمانے کے　　شاہبازوں پہ چھا گیا عرغا
کیوں نہ بولیں عقاب ٹکڑوں کوں
نعرۂ انقلاب ٹکڑوں کوں

بن گیا اپنے ملک کا آئیں　　بس گئے سب کے سب پناہ گزیں
ہو گئی فتح وادیٔ کشمیر　　سو سوالوں کا اک جوابِ ''نہیں''
سب کا لُبِّ لُباب ٹکڑوں کوں
نعرۂ انقلاب ٹکڑوں کوں

وہ اٹھائیں گے اردو کا لاشہ　　لوگ بولیں گے بونگلا بھاشہ
ایک سے پانچ دب ہی جائیں گے　　پانچ اک ماشہ ، اک سوا ماشہ
لے گا پانچوں کو داب ٹکڑوں کوں(۱)
نعرۂ انقلاب ٹکڑوں کوں

دیکھو سب کچھ زباں سے کچھ نہ کہو　　جس طرف سب ہیں ، ادھر کو ہو
سیفٹی ایکٹ کا زمانہ ہے　　تم بھی عینکؔ بس اب خموش رہو
کہتے ہیں شیخ و شاب ٹکڑوں کوں
نعرۂ انقلاب ٹکڑوں کوں

(۱) مغربی پاکستان کے پانچ صوبوں بشمول کشمیر اور مشرقی پاکستان کے درمیان عددی تفاوت کی بلیغ نشاندہی کی ہے۔

نصابِ تعلیم میں عقیدۂ ختم نبوت کی ضرورت

ڈاکٹر محمد عمر فاروق

پاکستان ایک نظریاتی اسلامی مملکت ہے۔ جس کے دستور کی بنیاد قرآن وسنت کے اساسی اصولوں پر اُستوار کی گئی ہے۔ بدقسمتی سے گزشتہ ساٹھ برس سے ہمارا ملک اُن لوگوں کے تسلط و قبضہ میں چلا آرہا ہے جو عملاً اسلام اور اُس کے اصول وعقائد سے لاتعلق رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان میں اب تک اسلام کو حاکمیتِ اعلیٰ حاصل نہیں ہوسکی۔ اگر تحریک پاکستان کے دوران اسلام کے نفاذ کے لیے کیے گئے وعدوں کو عملی شکل دی جاتی تو آج وطنِ عزیز میں دینی اقدار کی رسوائی اور ملکی سلامتی کی نازک صورت حال یوں نہ ہوتی، جیسی کہ اب نظر آتی ہے جو کہ درحقیقت وبال ہے، ہماری اُن وعدہ خلافیوں کا! جو ہم خدا اور رسول کے احکامات کو پس پشت ڈال کر مسلسل ساٹھ برس سے کرتے چلے آرہے ہیں۔

اگر پاکستان میں روزِ اوّل سے اسلام کا راج ہوتا تو کسی بھی اسلام دشمن فتنہ کو ملک میں پھیلنے کے مواقع قطعاً میسر نہ آتے۔ لادینیت، یوبی دور میں عائلی قوانین کا مسئلہ، دشمنانِ صحابہؓ اور منکرین حدیث کی سرگرمیوں کا فروغ اور قادیانی ارتداد کا بلا روک ٹوک پھیلاؤ، ہماری قوم کے بہترین دماغوں کو اپنی لپیٹ میں نہ لے سکتا۔ جس تیز رفتاری سے یہ فتنے ملک کے اکناف واطراف میں پنے قدم مضبوطی سے جما چکنے کے بعد اَب ہماری نوجوان نسل کو نوالہء تر سمجھ کر اَپنے آہنی جبڑوں میں اُچک لینے کے درپے ہیں، اگر اُن کے سدباب کے لیے بروقت عملی اقدامات بروئے کار لانے سے اب بھی روایتی غفلت شعاری سے کام لیا گیا تو پھر برے وقت اور اُس کے رُوح شکن بداثرات کو ٹالنا کس کے بس میں ہوگا!

قادیانیت اِس عہد کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔ جسے برطانوی سامراج نے متحدہ ہندوستان میں اپنی ضرورت کے لیے پیدا کیا۔ یہی وہ فتنہء خبیثہ ہے کہ جس نے اُمت مسلمہ کو پارہ پارہ کرنے کے لیے ختم نبوت کے منصبِ جلیلہ پر ڈاکہ ڈالا۔ مسیلمہء کذاب کے جانشین، مسیلمہء پنجاب آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کی منشا وخواہش اور اُس کی سرپرستی میں اپنی ''نبوت'' کا اعلان کر کے ایک مستقل فتنہ کی بنیاد رکھی۔ جس پر بابائے صحافت مولانا ظفر علی خانؒ نے کہا تھا کہ:

مسیلمہ کے جانشیں، گرہ کٹوں سے کم نہیں
کتر کے جیب لے گئے، پیمبری کے نام پر

پاکستان بننے سے پہلے مرزا غلام احمد اور قادیانیت کی سرکوبی کے لیے حضرت شاہ محمد لدھیانویؒ سے لے کر مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ تک اور علامہ انور شاہ کاشمیریؒ سے لے کر سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تک تمام اکابر نے تاریخی جدوجہد فرمائی۔ پاکستان بنا تو برطانیہ کی دائمی دستگیری اور مسلسل پشت پناہی سے قادیانیوں کو پاکستان میں اہم سرکاری عہدوں، حتیٰ کہ ملک کی پہلی حکومت میں سر ظفر اللہ قادیانی کی صورت میں وزارت خارجہ تک رسائی ہوگئی اور اِس طرح اسلام اور پاکستان کا وجود معرضِ خطر میں پڑ گیا۔ حالات اِس نہج تک جا پہنچے کہ قادیانی ملک کے سیاہ وسفید کے مالک بن بیٹھے اور مسلمانوں کو ۱۹۵۳ء میں تحریکِ مقدس تحفظ ختم نبوت چلانی پڑی۔ جس کے دوران دس ہزار سے زائد سرفروشانِ رسول نے اپنی جانوں کو ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر نچھاور کر کے عزیمت کی لازوال مثال قائم کی۔ اُن کا پاک خون رنگ لایا اور ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ جس سے قادیانی اپنے منطقی انجام کو پہنچ گئے، لیکن انھوں نے پینترا بدلا اور اِس قومی فیصلہ اور اپنی متعینہ دستوری حیثیت کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے اسلامی شعائر کو بے دھڑک استعمال کرتے رہے اور مسلمانوں میں گھل مل کر اِرتدادی حیلوں اور دجل وتلبیس کو کام میں لانے لگے۔ تآنکہ ۱۹۸۴ء میں اُن پر اِسلامی شعائر کے استعمال کرنے پر قانوناً پابندی عائد کر دی گئی۔

قادیانیوں کے پارلیمانی فیصلہ کو قبول نہ کرنے کا نتیجہ یہ برآمد ہوا ہے کہ قادیانی اب بھیس بدل کر خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور اہلِ اسلام کی متاعِ عزیز یعنی اُن کے ایمان پر حملہ زن ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں کی نوجوان نسل جسے ہمارے بے لگام میڈیا اور حکمرانوں کے فراہم کردہ ماحول نے مذہب سے دُوری کی راہ دکھائی ہے اور جسے اپنے دین کے متعلق بھی پوری معلومات حاصل نہیں ہیں، اُس کے آسانی سے قادیانیوں کے مکر وتزویر کے جال میں پھنس جانے کے شدید خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔ ضرورت اِس امر کی ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کو کہ توحید کے بعد جس پر ہمارے دینِ اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے، دینی درس گاہوں اور سرکاری تعلیمی اداروں کے نصاب کا لازمی حصہ بنایا جائے۔ پہلی جماعت ہی سے عقیدۂ ختم نبوت کو بچوں کے ذہن نشین کرایا جانا ایک ناگزیر اَمر ہے۔ تاکہ جدید نسل اپنے بنیادی عقائد سے جڑی رہے اور قزاقانِ فرنگ قادیانی اُن کی فکر ونظر کے سرمایہ پر ہاتھ صاف نہ کر سکیں۔

یونیورسٹیوں میں ایم اے اسلامیات کی سطح پر تقابلِ ادیان کے نصابی حصہ میں قادیانی مذہب کے عقائد ونظریات کو دِیگر غیر مذاہب کے عقائد کے ساتھ شامل کرنا از حد ضروری ہے، تاکہ ایک تو قادیانیوں کی کفریہ مذہبی نوعیت وحیثیت واضح ہو اَور دُوسرا یہ کہ اُن کا مسلمانوں سے الگ ہونا ذہن نشین ہوتا رہے۔ اِسی کے ساتھ ہی ایم اے تاریخ اور سیاسیات میں بھی قادیانیوں کی تخلیق، اُن کی سیاسی تخریب کاریوں اور قومی سازشوں میں اُن کے مکروہ کردار کی مکمل تاریخ بھی شاملِ نصاب ہونی چاہیے۔ تاکہ مسلمان نوجوان نہ صرف قادیانیوں کے مذہبی عقائد سے روشناس ہوں، بلکہ وہ

قادیانیوں کے سیاسی مقاصد اور اُن کے در پردہ عزائم بھی جان سکیں، کیونکہ قادیانیت مذہب کے پردہ میں دراصل ایک سیاسی تحریک ہے۔

چونکہ عقیدۂ ختم نبوت تمام مسلم مکاتب فکر کے نزدیک ایمان کی بنیادی شرائط سے تعلق رکھتا ہے۔ لہٰذا تمام مکاتب فکر کے مسلمان اپنے تعلیمی اداروں کی نصاب سازی کے دوران عقیدۂ ختم نبوت کو اپنی اولین ترجیحات میں شامل کریں۔ تاکہ جب ایک نوجوان مدرسہ سے فارغ التحصیل ہو کر نکلے تو وہ عقیدۂ ختم نبوت کا نہ صرف بے باک مبلغ، بلکہ ایک ایسا مستند ماہر بھی ہو جو دلائل وبراہین کے ہتھیاروں سے منکرین ختم نبوت کو لاجواب اور قائل کر دینے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔ دوسری طرف سرکاری تعلیمی اداروں کے نصاب میں عقیدۂ ختم نبوت کے شامل کیے جانے سے طلبا ختم نبوت کے منصبِ جلیلہ کی عظمت سے آگاہ اور قادیانی شاطروں کی تحریف وتبدل کی چالوں اور اُن کے ارتداد سے آشنا ہو سکیں گے۔ اگر اِس اہم مسئلہ پر غفلت اور سستی کا مظاہرہ کیا گیا تو ہماری نسلیں قادیانیوں کی سازشوں سے بے موت ماری جائیں گی اور اِس جرم کی معافی ہمیں کہیں بھی نہ مل سکے گی۔

یاد رکھیے! اگر عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ایمان کی بنیاد نہ ہوتا تو سیّدنا ابوبکر صدیقؓ سے لے کر آج تک اِس عقیدہ کی حفاظت کے لیے اِتنی تندہی ومحنت اور دیوانہ وار سرفروشی وجاں نثاری کے جہادی عزم کے ساتھ مساعیٔ جمیلہ ہرگز نہ کی جاتیں اور ہزاروں مسلمان اپنے لہو سے ختم نبوت کے گلستان کو بہارِ جاوداں سے نہ مہکاتے۔ عقیدۂ ختم نبوت کی تبلیغ واشاعت مؤثر اَور منظّم انداز میں اُسی وقت کی جاسکتی ہے کہ جب مبلغ نے باقاعدہ اِسے تعلیمی اداروں میں اپنے نصاب کے تحت سبقاً سبقاً پڑھا ہو، کیونکہ نصابی تعلیم طلبا کے ذہنوں پر مستقل اور دُوررَس اثرات مرتسم کرتی ہے۔ نصابی تعلیم جب عقیدۂ ختم نبوت کے مضامین سے مزین ہو گی تو پھر کسی بھی فرد یا ادارہ کو مسلمانوں کی نظریاتی اساس پر ضرب لگانے کی جرأت نہ ہو سکے گی اور نہ ہی کوئی غلام احمد قادیانی جیسا کذاب ختم نبوت کے مقدس مقام کی جانب میلِ نظر سے دیکھنے کی ہمت کر سکے گا۔

علماءِ حق کا ترجمان
المیزان
ناشران وتاجرانِ کتب

دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ

دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور　042-7122981-7212762

چھٹی قسط

قادیانیوں کا صد سالہ جشن...... حقیقت کے آئینے میں

پروفیسر خالد شبیر احمد

شام میں مرزا محمود کی سرگرمیاں:

مرزا محمود نے شام میں جن مصروفیات میں چند دن گزارے اس کی روئیداد تاریخ احمدیت جلد پنجم ص ۴۱۲ پر اس طرح ہے۔

''جب میں انگلستان سے ہوتے ہوئے شام گیا تو وہاں میں نے ایک تبلیغی رسالہ چھپوایا۔ مسلمانوں نے اس پر شور مچایا کہ اسے ضبط کر لیا جائے اتفاقاً میں اس دن فرانسیسی گورنر سے ملنے گیا تھا۔ جب میں وہاں پہنچا وہ نہایت میٹھی زبان میں مجھ سے ہم کلام ہوا اور کہنے لگا آپ کیا پئیں گے؟ شربت پئیں گے، کافی پئیں گے؟ طبیعت کیسی ہے؟ آپ کی کیا تواضع کروں؟ بالکل وہی طریق تھا جو ہمارے ہاں مروّج ہے دورانِ گفتگو اس ''ٹریکٹ'' کا بھی ذکر آ گیا کہ لوگ اس کے خلاف بلاوجہ شور کر رہے ہیں اور میں نے سنا ہے حکومت اسے ضبط کرنا چاہتی ہے۔ تو وہ کہنے لگا کہ یہ بالکل غلط بات ہے ہمیں مذہبی معاملات میں دخل دینے کا کیا حق ہے مگر بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ حکومت نے واقعی اسے ضبط کر لیا تھا۔ جب بعض افسران کے پاس شکایت کی گئی کہ گورنر تو اس فعل کو ناجائز قرار دیتا ہے پھر یہ کس طرح ضبط ہوا تو انھوں نے بتایا کہ خود گورنر کے حکم سے ایسا ہوا اور ہمارے آدمیوں کو بتایا گیا کہ جب وہ آپ کو شربت پلا رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ ہم مذہبی معاملات میں مداخلت نہیں کرتے تو اس سے پہلے وہ یہ کام کر چکا تھا۔''

اس کے علاوہ ایک دوسرے اقتباس سے بھی شام اور دمشق کے اندر مرزا محمود کے بارے میں ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا پتا چلتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کس مشن کی تکمیل کے لیے ان مسلمان ملکوں کا دورہ کر رہے تھے۔ وہ مشن ایک ہی تھا کہ خلافت اسلامیہ کے خاتمے کے لیے یہودی اور نصرانی حکمت عملیوں کی حمایت کر کے مسلمانوں کو سلطنتِ عثمانیہ کے خلاف استعمال کیا جائے۔ زیرنظر اقتباس میں مرزا محمود کے خلافت کے بارے میں کیا خیالات تھے، واضح ہوتے ہیں۔

''دمشق میں پانچ روزہ قیام کے دوران ایک عربی اخبار کے نمائندے کو آپ نے ایک انٹرویو دیا۔ نامہ نگار نے ایک سوال کیا کہ ''الخلافۃ اسلام'' کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا، میں کسی کو خلافت کا مستحق نہیں سمجھتا۔ وہ خلیفہ

اسلامی جس کی اتباع تمام مشرقی و مغربی دنیا پر فرض ہے'' وہ میں ہوں'۔ عرب صحافی نے دوسرا سوال کیا۔ مشرق کا مستقبل کیا ہے؟ آپ کا سلسلہ اس کی حالت پر کیا اثر ڈالے گا؟ اس سوال کا عمومی رنگ میں جواب دیا گیا۔''

''ہم سیاست میں دخل نہیں دیتے لیکن میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میرا سلسلہ دنیا کے چاروں گوشوں میں پھیل جائے گا۔ اس وقت تمام انسان بھائی بھائی ہوں گے اور کوئی اس طرح حاکم و محکوم نہ ہوگا۔''

(ظفر الاسلام قادیانی فضل عمر کے زریں کارنامے، قادیان ص ۱۴۲)

عوام کے بڑھتے ہوئے احتجاج کے باعث قادیانی طائفہ زیادہ دیر تک دمشق اور شام میں نہ ٹھہر سکا۔ مرزا محمود خود بیان کرتے ہیں کہ دمشق اور شام کے اخباروں میں ان کے مشن کے بارے میں مضامین اور خبریں چھپتی تھیں اور کثرت کے ساتھ فروخت ہوتیں۔ لیکن یہ بات واضح ہے کہ شامی پریس نے اس موقعہ پر نہایت قابلِ قدر مقالات شائع کیے اور قادیانیت کے مذہبی اور سیاسی کردار کو بے نقاب کیا۔ (قادیان سے اسرائیل تک ابو مدثرہ ملتان ص ۱۰۲، ۱۰۱)

ترکی میں قادیانی فوجی انقلاب:

جنگِ عظیم اوّل کے دوران اتحادیوں کی بحری قوت پر گیلی پولی (قسطنطنیہ) کے معرکے ۱۹۱۶ء میں مصطفٰے کمال پاشا نے ضرب کاری لگائی اور فوجی تدبر اور بہادری کے جوہر دکھائے۔ ترکی کی جنگ میں شکست کے بعد مصطفٰے کمال پاشا نے تحریک جاری رکھی اور مارچ ۱۹۱۹ء میں برسر اقتدار آنے والی فرید شاہ کی کابینہ نے جب انگریزوں کی حمایت کی حکمت عملی اپنائی تو مصطفٰے کمال پاشا نے قوم پرست عناصر کو متحد کیا اور ان کی جدوجہد سے علی رضا کی کابینہ میں قوم پرستوں کی اکثریت ہوگئی۔ (انسائیکلوپیڈیا آف لندن ۱۹۷۲ء)

مرزا محمود نے برطانوی انٹیلی جنس کے مشورے سے مصطفٰی صغیر کا انتخاب کر کے اسے معراج الدین سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی کے ساتھ قسطنطنیہ روانہ کیا تاکہ مصطفٰے کمال پاشا کو قتل کرایا جاسکے لیکن وہ قبل از اقدام گرفتار ہوگیا۔

(تحریکِ ختم نبوت از شورش کاشمیری لاہور ص ۲۷، ۱۹۷۲ء)

جنوری ۱۹۲۰ء میں ترک پارلیمنٹ نے برطانوی تسلط سے آزادی کے لیے چھ نکاتی پیکٹ منظور کیا۔ اس پر عمل درآمد روکنے کے لیے جنرل سر جارج مل نے قسطنطنیہ پر فوج کشی کی۔ جس کے نتیجے میں ۲۳ را پریل ۱۹۲۰ء کو مصطفٰی کمال نے انقرہ میں آزاد حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا۔ مرزا محمود نے قادیانی تخریب کاروں کا ایک دستہ ترکی روانہ کیا لیکن کئی آدمی قبل از سازش گرفتار کر لیے گئے۔ مرزا محمود کہتے ہیں:

''جب ہمارے بعض آدمی ان کے علاقے (ترکی) میں گئے تو انھیں گرفتار کر لیا گیا۔'' (الفضل قادیان ۱۱را پریل ۱۹۲۱ء)

۱۹۲۰ء میں مصطفٰے کمال کے انقرہ میں آزاد حکومت کے اعلان کے بعد چار سال کی جدوجہد کے نتیجے میں ترکی نے آزادی حاصل کر لی۔ نومبر ۱۹۲۴ء میں رؤف بے کی ری پبلکن پارٹی نے وزیر اعظم عصمت انونو کی معاشی پالیسی پر تنقید

کی۔اس کے خلاف تحریک عدم اعتماد پاس ہوئی۔عصمت انونو نے استعفیٰ دے دیا اور اُس کی جگہ فتحی بے وزیر اعظم بنے۔ ان تمام سالوں میں قادیانی خفیہ طور پر ترکی کے خلاف سازشیں کرتے رہے۔فوج میں ایک اچھا خاصہ عنصر قادیانی اشاروں پر کام کررہا تھا۔ان میں جوان ترکوں(Young Turks) کا سرکردہ گردہنما(جو قادیانیت قبول کرچکا تھا اور اقتدار کا خواہاں تھا) سعد پاشا نے مناسب موقع جان کر فوجی بغاوت کردی لیکن اپنے جملہ ساتھیوں کے ساتھ گرفتار ہوا۔ملک میں مارشل لاء لگ گیا۔قادیانی ٹولے کا کورٹ مارشل ہوا۔پوچھ گچھ کے دوران انھوں نے اپنے جرائم کا اعتراف کیا۔مرزا محمود اس بات کی اس طرح تائید کرتے ہیں:

''گرد لیڈر سعد پاشا جس نے مصطفیٰ کمال کے زمانہ میں بغاوت کی،احمدی تھا اور اس کا کورٹ مارشل ہوا۔اس کا بیان ترکی اخبارات میں شائع ہوا اور وہاں سے مصری اخبارات نے نقل کیا۔'' (''الفضل'' قادیان، ۱۱راپریل ۱۹۲۱ء)

اس سازش کا اعتراف ۱۹۵۸ء میں کیا گیا۔حالانکہ اس زمانے میں عرب پریس نے قادیانی سازش کا کھل کر ذکر کیا،لیکن مرزا محمود نے معنی خیز خاموشی اختیار کیے رکھی۔۱۹۲۴ء کے بعد بھی ترکی میں جو سیاسی سازشیں ہوئیں ان میں کسی نہ کسی نوع سے قادیانی ہاتھ تھا۔اگست ۱۹۲۶ء کا قادیانی اخبار ''الفضل'' لکھتا ہے:

''ترکی حکومت کے خلاف نئی سازش نے جہاں یہ ثابت کردیا ہے کہ ابھی تک اس حکومت کے ارکان کی حالت ایسی نہیں کہ وہ سلطنت کے سچے خیر خواہ ہیں۔ترکی کے شیرازے میں ٹوٹنے والے دھاگے موجود ہیں، وہاں یہ بھی ثابت ہوگیا کہ حضرت مسیح موعود نے سالہا سال قبل سلطنت ترکی کے متعلق جو کچھ فرمایا تھا وہ بالکل درست ہے اور اس کا ظہور اب بھی ہورہا ہے۔جب کہ پہلی حکومتِ ترکی کی خاک تک اکھاڑ کر پھینک دی گئی۔''
(''الفضل'' قادیان ۱۶راگست ۱۹۲۶ء منقول از'' قادیان سے اسرائیل تک'' ابو مدثرہ،ص ۹۳، ۹۴، ۹۵)

جنگِ عظیم میں انگریزوں کی فتح اور قادیان میں جشن:

''۱۹۱۸ء میں اتحادیوں نے جنگِ عظیم میں فتح حاصل کرلی۔جرمنی کے قیصر ولیم ہالینڈ فرار ہوگئے اور جرمنی کے اتحادیوں نے جنگ بند کرنے کا اعلان کردیا۔ترکی کی سلطنت تباہ ہوکر رہ گئی۔ترکی کی تباہی اور اتحادیوں کی فتح کی خوشی میں قادیان میں ایک جشن منایا گیا۔ہندوستان کے طول وعرض میں مسلمان ترکی کی تباہی پر خون کے آنسو بہا رہے تھے۔جلسے کیے جاتے اور نوجوان گرفتاریاں پیش کرتے تاکہ انگریزوں پر سیاسی دباؤ ڈالا جائے۔(ملاحظہ فرمایئے:''دی انڈین خلافت موومنٹ'' کے۔کے۔عزیز،کراچی، ۱۹۷۲ء)

قادیانی ۱۹۱۴ء سے ہی آلِ عثمان کی سلطنت کی تباہی اور اس کے مٹا دینے کا اعلان کررہے تھے۔انھوں نے بار بار واضح کیا کہ ترکی سے ان کا قطعاً کوئی مذہبی تعلق نہیں ہے۔ان کے خلیفہ مرزا محمود ہیں اور دنیاوی سلطان بادشاہ حضور ملک معظم برطانیہ ہیں۔

جنگِ عظیم میں برطانیہ کی فتح کی خوشی میں قادیان کے اندر جلسے کی کارروائی ملاحظہ فرمائیں:

''۱۳ر نومبر ۱۹۱۸ء، جس وقت جرمنی کے شرائطِ صلح منظور کر لینے اور التوائے جنگ کے کاغذ پر دستخط ہو جانے کی اطلاع قادیان پہنچی تو خوشی اور انبساط کی ایک لہر برقی سرعت کے ساتھ تمام لوگوں کے قلوب میں سرایت کر گئی اور جس نے اس خبر کو سنا، شاداں اور فرحاں ہوا۔ دونوں سکولوں، انجمن ترقی اسلام اور انجمن احمدیہ کے دفاتر میں تعطیل کر دی گئی۔ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں ایک جلسہ ہوا جس میں مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کی طرف سے گورنمنٹ برطانیہ کی فتح و نصرت پر خوشی کا اظہار کیا اور اس فتح کو جماعتِ احمدیہ کے اغراض و مقاصد کے لیے نہایت فائدہ بخش بتایا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف سے مبارک باد کے تار بھیجے گئے اور حضور نے پانچ صد روپے اظہارِ مسرت کے طور پر ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کی خدمت میں بھجوایا کہ آپ جہاں پسند فرمائیں خرچ کریں۔ پیشتر ازیں چند روز ہوئے ترکی اور آسٹریا کے ہتھیار ڈالنے کی خوشی میں حضور نے پانچ ہزار روپیہ جنگی اغراض کے لیے صاحب ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں بھجوایا۔ فتح کی خوشی میں مولوی عبدالغنی نے بحیثیت سیکرٹری انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ اور جناب شیخ یعقوب علی صاحب نے بلحاظ ایڈیٹر ''الحکم'' گورنر پنجاب کی خدمت میں مبارک باد کا تار بھیجا (''الفضل'' قادیان ۲۳ر نومبر ۱۹۱۸ء)

''الفضل'' نے مزید لکھا کہ اس جنگ میں برطانیہ کی فتح مرزا محمود کی دعا کی قبولیت کی وجہ سے ہوئی ہے اور خدا کا ایک بہت بڑا فضل یہ ہوا کہ حکومتِ برطانیہ کا اقتدار و اثر اور بھی زیادہ بڑھنے سے وہ ممالک بھی احمدیت کی تبلیغ کے لیے کھل گئے ہیں جو اب تک بند تھے۔ جہاں بالخصوص احمدیت کی بڑی ضرورت تھی۔''

جنگ کابل میں قادیانیوں کا کردار:

۱۹۱۷ء میں اشترا کی انقلاب نے ہندوستان کے حُریت پسندوں اور کابل حکومت کو اس امر کا احساس دلایا کہ وہ ترقی پسند کی حامل روس کی انقلابی حکومت سے دستِ تعاون بڑھائیں۔ ۱۹۱۹ء میں امان اللہ امیر افغانستان نے برطانوی تسلط کے خلاف جنگ کا آغاز کر دیا۔ پشاور اور قبائلی علاقوں میں کابل حکومت کے حق میں زبردست تحریک شروع ہو گئی۔ انگریزی حکومت نے ڈیڑھ لاکھ فوج صوبہ سرحد میں جمع کر دی۔ جلال آباد اور کابل پر بمباری کی گئی بالآخر امان اللہ نے انگریزوں سے صلح کر لی، لیکن معاہدۂ راولپنڈی کے تحت انگریز کو کابل کی خود مختاری کو تسلیم کرنا پڑا۔

جنگ کابل شروع ہوتے ہی قادیانیوں نے برملا اعلان کر دیا کہ وہ افغانستان کے خلاف جانی و مالی ہر قسم کی امداد حکومتِ برطانیہ کو دینے کے لیے تیار ہیں کیونکہ یہی وہ ملک ہے۔ جہاں ان کے آدمی سنگسار ہوئے۔

(جاری ہے)

بین الاقوامی سطح پر قادیانیوں کی سرگرمیوں کے سدباب کی ضرورت

عبداللطیف خالد چیمہ

قادیانی جماعت نے اپنے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے یومِ مرگ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء سے لے کر حالیہ سال ۲۰۰۸ء ایک صدی ہو جانے پر جشن صد سالہ تقریبات کے حوالے سے پوری دنیا میں اجتماعات اور تقریبات کا اعلان کر رکھا ہے۔ مئی اور جون دو مہینوں میں چناب نگر سمیت پاکستان میں متعدد مقامات پر قادیانیوں نے اس حوالے سے اس کو منانے کی کوشش بھی کی اور کئی جگہوں پر مسلمانوں اور دینی جماعتوں کے بروقت نوٹس پر انھیں بری طرح ناکامی بھی ہوئی۔ تاہم بعض مقامات پر انھوں نے کچھ سرگرمیاں جاری بھی رکھیں۔ مجموعی طور پر نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں قادیانیوں کا یہ اعلان دینی حلقوں میں اور عام مسلمانوں میں بیداری کا سبب بھی بنا اور تحریک ختم نبوت کو ایک نئی جہت سے کام کرنے اور عوام کو چوکس کرنے کا موجب بھی بنا۔

۲۶، ۲۷ مئی کو تو چناب نگر میں قادیانی تقریبات پر پابندی موثر رہی لیکن ۲۸ مئی کو قادیانیوں نے کھل کر اپنی مرضی کی جو نہ صرف چناب نگر، چنیوٹ اور ضلع جھنگ میں تشویش کا باعث بنا بلکہ پورے ملک میں اس پر احتجاج بھی ہوا۔

ادھر پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد سے ارتدادی سرگرمیوں اور اشتعال انگیز کارروائیوں کی وجہ سے مسلم طلباء کے احتجاج پر جن ۲۳ طلباء و طالبات کو کالج کے قواعد کے مطابق کالج سے نکالا گیا اور فیصل آباد میں موثر ہڑتال اور احتجاج کے باوجود گورنر پنجاب اور اعلیٰ سرکاری حکام ان کی بحالی کی مذموم کوششوں میں مصروف ہیں جو بہر حال بدترین قادیانیت نوازی ہی کے زمرے میں آتا ہے۔

قادیانی جماعت کا دعویٰ ہے کہ اس نے گزشتہ ایک صدی میں خلافت کے نام پر بڑی کامیابیاں حاصل کی ہیں جبکہ امرِ واقعہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت سے اب تک تقریباً ڈیڑھ صدی میں پوری قوت صرف کرنے کے باوجود دنیا کے کسی حصے کے مسلمانوں کے کسی ایک طبقے نے بھی قادیانیوں کو مسلمانوں کا حصہ تسلیم نہیں کیا بلکہ کسی نہ کسی سطح پر مسلمانوں کے تمام طبقات نے محاسبۂ قادیانیت میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔

گزشتہ دنوں خبر آئی تھی کہ امریکی کی ریاست پنسلوانیہ کے دارالحکومت ہیر برگ میں قادیانیوں کا ساٹھواں سالانہ تین روزہ اجتماع منعقد ہوا، جس میں مرزا مسرور احمد نے بھی شرکت کی اور اپنی تقریر میں پاکستان پر شدید قسم کے الزامات عائد کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ انتہائی ناروا سلوک روا رکھا جاتا ہے اور ان پر جبر وتشدد کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔ اس اجتماع میں ایک ایسی تصویری نمائش کا اہتمام کیا گیا تھا، جس میں رکھی گئی تصاویر بھی اس بات کی عکاسی کر رہی تھیں کہ پاکستان میں قادیانیوں پر بہت زیادہ ظلم وتشدد کیا جا رہا ہے۔ پاکستانی حکومت یا امریکہ میں متعین پاکستانی سفیر نے اسلام اور پاکستان کے خلاف قادیانی پراپیگنڈے کا کوئی جواب نہ دیا لیکن اس کے چند دن بعد واشنگٹن کے قریب بروکلین کی مسجد البدر میں وہاں کے سرکردہ علماء کرام اور دینی رہنماؤں کے ایک اجلاس میں امریکہ میں فتنۂ قادیانیت سے نمٹنے کے لیے علمی سطح پر منظّم مہم شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ پاکستانی نژاد عالم دین اور سکالر مولانا عبداللہ دانش (جو تحفظِ ختم نبوت کے کام کا ذوق بھی رکھتے ہیں) کی سربراہی میں ایک طویل اجلاس ہوا، جس میں کمیونٹی کی بڑی تعداد اور مقامی صحافیوں نے بھی شرکت کی۔ علماء کرام نے فتنۂ قادیانیت کی امریکہ میں حالیہ بڑھتی سرگرمیوں کو نہایت خطرناک قرار دیا۔ کیونکہ غلط بیانیوں کے ذریعے اسلام کے بارے میں بدگمانیاں پیدا کی جارہی ہیں، جبکہ اخبارات اور میڈیا میں بھی قادیانیوں نے مہم میں تیزی پیدا کر لی ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق وہاں کے علماء کرام نے فیصلہ کیا ہے کہ مختلف کمیٹیوں کی شکل میں سکالرز یونیورسٹیوں، کالجوں اور دیگر فورموں پر مقامی قوانین کے تحت امتِ مسلمہ کے متفقہ فیصلہ کی وسیع پیمانے پر تشہیر کریں گے، جس کے تحت قادیانیوں (احمدیوں) کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا جائے گا۔

امریکی علماء کرام نے پاکستان کے سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو بھی زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔ جنھوں نے پارلیمنٹ کے ذریعے قادیانیوں کو کافر قرار دلوایا، اُسی پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو اپنے مؤقف کے اظہار کا بھی پورا پورا موقع دیا گیا۔ اب قادیانیوں کے پاس اسلام کا نام استعمال کرنے کا کوئی جواز نہیں۔ نہ وہ اپنے عبادت خانوں کو مساجد کا نام دینے کا کوئی حق رکھتے ہیں۔ اجلاس میں علماء کرام نے امریکہ میں ”عالمی ختم نبوت کانفرنس“ بلانے کا فیصلہ بھی کیا گیا۔ اس قسم کی خبریں آہستہ آہستہ پوری دنیا سے آنے لگی ہیں اور جہاں جہاں قادیانی سرگرمیوں میں تیزی آرہی ہے اللہ کی قدرت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے بھی علاقائی مسلم تنظیمیں سرگرم ہوتی جارہی ہیں۔ باوجود اس کے کہ امریکہ اور یورپی ممالک سمیت تمام کفریہ طاقتیں اور بین الاقوامی لابیاں قادیانیوں کی پشت پر چوکس کھڑی ہیں۔ ان حالات میں بھی ہم مایوس نہیں ہیں۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان جو قادیانیت کے سدباب کے لیے سرگرم دینی جماعتوں دونوں کا بیس کیمپ ہے۔ تحریکِ ختم نبوت کی قیادت کرنے والی جماعتوں اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر اس محاذ پر سرگرم اداروں اور شخصیات کے مابین خوشگوار تعلقات کی فضا اور رابطے کی شکل بہتر بنانے کی اشد ضرورت ہے۔ تاکہ معروضی صورتحال کے مطابق کام اور کام کا منہج طے کرنے میں آسانی ہو اور باہمی

رابطہ سے کچھ تقسیم کار میں بہتری آ جائے، اس کے لیے بعض شخصیات پورے خلوص کے ساتھ سرگرم بھی ہیں۔

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے زیرِ اہتمام ۹ تا ۲۹ر اگست مسلم کالونی چناب نگر میں حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ العالی کی زیرِ سرپرستی جبکہ مجلس احرارِ اسلام کے زیرِ اہتمام ۹ تا ۱۸ر اگست کو دارِ بنی ہاشم ملتان میں قائدِ احرار حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری کی زیرِ سرپرستی ختمِ نبوت کورسز منعقد ہو رہے ہیں، جن میں رجال کار کی تیاری کا کام ہوگا (ان شاء اللہ تعالیٰ)

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ مجلس احرارِ اسلام کے زیرِ اہتمام یکم جولائی سے ۱۵ر جولائی ۲۰۰۸ء تک چناب نگر کی جامع مسجد احرار میں احرار کے مرکزی ناظم شعبۂ تبلیغ مولانا محمد مغیرہ کی زیرِ نگرانی ایک پندرہ روزہ کورس ہوا، جس میں مولانا مشتاق احمد اور مولانا محمد مغیرہ نے کلاس روم کی طرز پر طلباء کو لیکچرز دیئے اور اس میں شریک ہونے والوں کی اکثریت عصری تعلیمی اداروں کے طلباء کی تھی جن میں سے اکثریت کا تعلق چناب نگر کے گردونواح سے تھا، جو بہرحال بہت خوش آئند ہے ۱۵ر جولائی منگل کو صبح ۹ سے تقریباً ۱۲ بجے دوپہر تک مجلس احرارِ اسلام چناب نگر نے اس کورس کے اختتام پر ایک خوبصورت اختتامی تقریب کا انعقاد کیا، جس میں علاقہ بھر سے منتخب افراد نے بھرپور شرکت کی۔ اس تقریب کی صدارت مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر جناب پروفیسر خالد شبیر احمد نے کی جبکہ مہمان خصوصی کی مسند پر مجھے بٹھا دیا گیا۔

جامعہ عربیہ چنیوٹ کے استاد اور ختمِ نبوت اور ردِ قادیانیت پر مہارت رکھنے والے مولانا مشتاق احمد، انٹرنیشنل ختمِ نبوت موومنٹ پاکستان کے نائب امیر قاری شبیر احمد عثمانی، چیچہ وطنی کی مرکزی مسجد عثمانیہ کے خطیب مولانا منظور احمد اور مولانا محمد مغیرہ نے تقریباً تین گھنٹے کے دورانیے پر مشتمل اس خوبصورت تقریب سے خطاب کیا جبکہ جامعہ امدادیہ چنیوٹ کے منتظم مولانا سیف اللہ خالد، جامعہ انوار القرآن چنیوٹ کے مہتمم قاری عبدالحمید حامد اور دیگر حضرات نے خصوصی طور پر شرکت کی اور کورس کے شرکاء میں کتابوں کے سیٹ تقسیم کیے گئے۔ پروفیسر خالد شبیر احمد نے اس تقریب سعید سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تحریک ختمِ نبوت کا کام پوری دنیا میں ترقی پذیر ہے اور فتنہ قادیانیت کی حقیقت عیاں ہو رہی ہے یہ فتنۂ ارتداد اپنے منطقی انجام کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس فتنے کی تباہ کاریوں سے امت کو بچانا تمام دینی قوتوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ مجلسِ احرارِ اسلام اور تحفظِ ختمِ نبوت کا مشن لازم وملزوم ہیں۔ مولانا مشتاق احمد نے کہا کہ مجلسِ احرارِ اسلام نے چناب نگر میں ''ختمِ نبوت کورس'' کا اجراء کر کے اس اہم علاقے کی بنیادی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ اور ردِّ قادیانیت میں مجلسِ احرارِ اسلام کی تاریخی وتحریکی خدمات ہماری قومی ودینی تاریخ کا حصہ ہیں۔ قاری شبیر احمد عثمانی نے کہا کہ نوجوان نسل میں عقیدۂ ختمِ نبوت کی اہمیت کا شعور پیدا کرنے کے لیے تربیتی کورسز کی ضرورت پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے۔ آنے والے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے صورتِ حال کا حقیقی بنیادوں پر ادراک بے حد ضروری ہو گیا ہے۔ مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ نوجوان طلباء نے اس کورس میں شریک ہو کر ہمارے حوصلے بلند کیے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ پورے ملک میں ریفریشر کورسز کی شکل میں آگے بڑھایا جائے گا تاکہ نوجوان نسل عقیدۂ ختمِ نبوت سے آگاہی

حاصل کرے اور اپنے دشمن کی پہچان کرے۔ مقررین نے کہا کہ قادیانی جماعت کو خلافِ قانون قرار دے کر پابندی لگائی جائے۔ مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے، امتناعِ قادیانیت ایکٹ پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے، چناب نگر پر قادیانی تسلط ختم کروایا جائے، اسلامی علامات قادیانی عمارتوں سے ہٹائی جائیں، پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں ارتدادی سرگرمیوں میں ملوث ۲۳ قادیانی طلبہ وطالبات جن کو کالج سے نکالا گیا تھا، ان کے اخراج کا فیصلہ بحال رکھا جائے اور ان کے خلاف ۲۹۸ سی کے تحت ایف آئی آر درج کی جائے۔

راقم نے جو گزارشات پیش کیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا کے بدلتے ہوئے حالات ہم سے متقاضی ہیں کہ ہم انکارِ ختمِ نبوت پر مبنی فتنوں کا گہرائی سے مطالعہ کریں اور فتنۂ قادیانیت کی اسلام اور ملک وملت کے خلاف سازشوں کی خطر ناک بلکہ المناک تاریخ سے نوجوانوں کو آگاہ کریں۔ قادیانی گروہ مسلمانوں میں انتشار وافتراق پیدا کرنے کے لیے طویل منصوبہ بندی کے تحت کام کر رہا ہے۔ ''فری میسن'' یہود ونصاریٰ اور ہر دین دشمن تحریک کی پشت پناہی قادیانیوں کو حاصل ہے۔ اسرائیل میں بھی قادیانی مشن کام کر رہا ہے اور فرقہ واریت کو بھی ہوا دینے میں قادیانی دماغ اور قادیانی پیسہ کام کر رہا ہے۔ موجودہ بڑھتے ہوئے سیاسی بحران میں بھی قادیانی اور قادیانی نواز لابیوں کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ پیپلز پارٹی کو قادیانیت نوازی ترک کر دینی چاہیے کہ بھٹو مرحوم نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور خود کہا کہ ''قادیانی پاکستان میں وہ حیثیت حاصل کرنا چاہتے ہیں جو امریکہ میں یہودیوں کو حاصل ہے۔'' پاکستان کے ایٹمی راز صدر ضیاء الحق مرحوم کے دورِ اقتدار میں قادیانیوں نے امریکہ کو ''فروخت'' کیے۔ آنجہانی قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام نے اس سلسلے میں گھناؤنا کردار ادا کیا۔ اس بات کا تذکرہ اُس دور کے وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب علی خان کے حوالے سے ممتاز صحافی اور سابق بیوروکریٹ زاہد ملک نے ''اسلامی بم'' نامی اپنی کتاب میں بھی کیا ہے۔ محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے خلاف جتنی سازشیں اور کارروائیاں ہوئیں، ان کے پیچھے یہودی وقادیانی لابیوں کا مکمل ہاتھ تھا اور یہ سب کچھ اسلام دشمنی کا مظہر اور پرویزی حکومت کا شاخسانہ ہے۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی دامت برکاتہم کا مکتوبِ گرامی

بسم اللہ

لندن ۱۱؍جولائی ۲۰۰۸ء

بخدمت محترم مدیر ''نقیبِ ختم نبوت'' ملتان

محترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

''نقیب'' کی ترسیل سے آپ مسلسل عنایت فرمارہے ہیں۔ خیال ہوتا رہتا ہے کہ کبھی کبھی اس کی رسید جانی چاہیے۔ مگر ای میل کی عادت پڑ جانے سے طبیعت سہولت پسند ہوگئی۔ آپ کے یہاں ایک آدھ دفعہ آپ کے ایڈریس پر ای میل سے کچھ بھیجا اور وہ نہیں پہنچا تو بس بریک سا لگ گیا۔ تازہ نقیب جو کل ہی ملا، رات کو ورق گردانی میں ایک دو جگہ نظر ٹھہر گئی اور اس نے تقاضہ پیدا کیا کہ ایک مرتبہ اور آپ کے ایڈریس کو آزمالیا جائے۔ امید ہے آپ سب بخیر ہوں گے۔ اگرچہ آپ کے ملکِ خداداد کی خیریت کا معاملہ باعثِ تشویش ہے۔ ہاں تو وہ نظر پکڑنے والی دو جگہوں میں ایک تبصرۂ کتب کا ایک صفحہ تھا اور ایک نماز والا مضمون۔ اس مضمون میں بے شمار حدیثوں کے حوالے ہیں مگر ماخذ کے حوالے بالکل ندارد۔ ہم لوگوں کے ایک دینی پرچے میں اس حد تک ''بے پر'' کی رواداری مناسب نہیں کہی جاسکتی۔ معلوم ہوتا ہے ادارے نے ایک ذرا بھی نظر اس مضمون پر نہیں ڈالی۔ ورنہ اسرائیلیات کا احساس نہ بھی ہوتا تو وہاں پر تو نظر ٹھہر جانی ہی چاہیے تھی جہاں واحد حوالے کے نام سے یہ الفاظ آئے ہیں ''خدا نے اپنی کسی کتاب میں نازل فرمایا ہے'' یہ ''کسی کتاب'' کا کیا مطلب؟

دوسرا مقام، ایک تبصرے میں مدرسۂ دیوبند کی بابت مصنف کے اس بیان کی غلطی کی تصحیح ہے کہ یہ سرسید کے مدرسۂ علی گڑھ کے ردِّ عمل میں قائم ہوا۔ یہ تصحیح تو بالکل بجا مگر مصنف کو یہ مشورہ کہ آئندہ ایڈیشن میں اس بیان کو علی العکس کر دیا جائے۔ اس مشورے کو تو محترم ضیاء الدین لاہوری صاحب بھی ایک غلطی کو دوسری غلطی سے بدلنے کے سوا یقیناً کچھ اور نہیں کہہ سکیں گے۔ بھائی اس قدر تعصب روا نہ رکھنا چاہیے۔ بالکل زبردستی کی بات ہے۔

والسلام

خیر اندیش

عتیق سنبھلی

گرامی قدر مولانا عتیق الرحمٰن صاحب زیدت معالیکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے لیے انتہائی سعادت ہے کہ ''نقیب ختم نبوت'' آپ تک پہنچ رہا ہے۔سب سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ آپ نے اس کے مشمولات کا نہ صرف مطالعہ فرمایا بلکہ اس پر نقد بھی کیا۔آپ نے جس مضمون کی طرف متوجہ کیا ہے۔ وہ ہماری کوتاہ نظری کے نتیجے میں شائع ہوگیا۔ان شاءاللہ آئندہ احتیاط کی جائے گی۔

تبصرۂ کتب کے سلسلے میں آپ نے جس غلطی کی نشان دہی فرمائی، اس کے لیے ''مبصر'' صاحب آپ سے رجوع کریں گے۔

مختلف احباب کے ذریعے آپ کی صحت کے بارے میں جومعلومات پہنچتی رہتی ہیں ان سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ صحت اچھی نہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کوصحت وسلامتی عطاءفرمائیں۔(آمین) میں امید کرتا ہوں کہ آپ اسی طرح ہماری رہنمائی فرماتے رہیں گے۔

والسلام مع الاکرام

طالبِ دعاء

سید محمد کفیل بخاری

(مدیر)

(۲۵رجولائی ۲۰۰۸ء)

عبداللطیف خالد چیمہ کی برطانیہ روانگی

مجلس احرار اسلام پاکستان کے ناظم اعلیٰ عبداللطیف خالد چیمہ کے بیرون ملک سفر کی ترتیب بوجوہ تبدیل ہوگئی تھی۔ان شاء اللہ تعالیٰ اب وہ ۲راگست ۲۰۰۸ء بروز ہفتہ برطانیہ روانہ ہوجائیں گے اور اگست کے آخری ہفتے واپس آئیں گے۔اپنے قیام کے دوران وہ مختلف شہروں کا دورہ کریں گے اور ممتاز برطانوی علماء کرام اور دانشوروں سے موجودہ عالمی صورتحال پر مشاورت کے علاوہ تحریک تحفظ ختم نبوت کی تازہ صورتحال اور احرار ختم نبوت مشن برطانیہ کے کام کا جائزہ لیں گے۔ برطانیہ میں ان سے درج ذیل نمبرز پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

لندن:0208-5500104 گلاسگو:0141-4182353, 0141-5563700

موبائل:07931328667

زبان میری ہے بات اُن کی

ساغر اقبالی

★ اسرائیل کو تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں، وہ بھی اہلِ کتاب ہیں۔ (عبدالستار ایدھی)
بچھو سے دوستی کرنے میں کوئی حرج نہیں وہ بھی اللہ کی مخلوق ہے۔

★ شجاعت، ڈاکٹر قدیر سے مل کر روتے رہے اور خود کو قصوروار ٹھہراتے رہے۔ (ایک خبر)
کس کس جگہ روئیں گے! لال مسجد، جامعہ حفصہ، اکبر بگٹی......!

★ لال مسجد میں فاسفورس بم گرائے گئے۔ (جنرل جمشید گلزار کیانی)
چنگیز اور ہلاکو خان کی یاد تازہ کی گئی

★ وصیت کے بارے میں بی بی نے کبھی کوئی بات نہیں کی۔ مجھ سے وہ ہر بات کر لیتی تھیں۔ (ناہید خان)

فغاں کہ مجھ غریب کو حیات کا یہ حکم ہے
سمجھ ہر اک راز کو مگر فریب کھائے جا

★ جرنیلوں نے گھیرا ڈال کر ڈاکٹر قدیر سے ٹی وی پر اعتراف کرایا۔ (جنرل چشتی)
وہ انا پرست بلا کا تھا جو گرا تو اپنے ہی پاؤں میں

★ آئینی پیکیج کی منظوری تک جج بحال نہیں ہو سکیں گے۔ (وزیر قانون فاروق نائیک)
نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی

★ ڈاکٹر عبدالقدیر پاکستانی عوام کے ہیرو ہیں، میرے نہیں (چودھری احمد مختار، وزیر دفاع)
کیوں کہ ڈاکٹر قدیر کو پاکستان لانے والے پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو تھے، میں نہیں۔

★ یوسف رضا گیلانی صاحب کہتے ہیں کہ وہ با اختیار وزیر اعظم ہیں تو اُن کی معصومیت پر دل دُکھتا ہے۔ (بی بی سی)

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

★ انصار برنی کو بھارت پہنچنے پر واپس دبئی ڈی پورٹ کر دیا گیا۔
کشمیر سنگھ کو رہا کرنے کا صلہ!

ادارہ | مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

اخبارُ الاحرار

چنیوٹ (۴؍جولائی۔رپورٹ: محمد طیب معاویہ) مرکزِ احرار جامع مسجد مدنی سرگودھا روڈ چنیوٹ میں جمعہ کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ اسلام دین ہے نظریہ نہیں۔ پاکستان دین اسلام کے نام پر قائم ہوا۔ ہمیں دین پر ہر چیز مقدم ہے۔ اگر دین کو وطن سے الگ کیا گیا تو وطن کی سلامتی ممکن نہیں رہے گی۔ پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کے مسئلہ پر حکومت اور انکوائری کمیٹی قادیانیت نوازی سے باز رہے ورنہ یاد رکھیں ۱۹۷۴ء کی تحریک بھی فیصل آباد اور چناب نگر سے شروع ہوئی تھی جس کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ پاکستان کی نظریاتی شناخت کو ختم کرنا عالمی سامراج کا ایجنڈا ہے۔ اس کی تکمیل کے لیے قادیانی ٹولہ رضا کارانہ خدمات انجام دے رہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے غدار ہیں، وہ کسی کے وفادار نہیں ہوسکتے۔ حکومت قادیانیوں کو جتنی مراعات بھی دے لے لیکن وہ یاد رکھے کہ یہ ٹولہ اپنے ملک پاکستان کے نہیں امریکہ، اسرائیل اور یورپ کے مفادات کے محافظ ہیں۔

قائدِ احرار نے گورنر پنجاب کو متنبہ کیا کہ وہ مملکتِ اسلامیہ کے گورنر ہاؤس کو قادیانی آماجگاہ نہ بنائے۔ انھوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ مولانا عبدالعزیز کو رہا کرکے لال مسجد کی خطابت پر بحال کیا جائے۔ جامعہ حفصہ کو بحال اور جامعہ فریدیہ کو کھولا جائے۔ قائدِ احرار نے پنجاب میڈیکل کالج کے مسئلے پر فیصل آباد میں تاریخی ہڑتال کرنے پر تمام تاجر برادری، دینی رہنماؤں اور عوام کا شکریہ ادا کیا اور عوام الناس سے پرزور اپیل کی کہ قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے۔

تحریک طلباء اسلام کے کنوینر سید صبیح الحسن ہمدانی نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ سول اور فوج میں مسلط تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔ قادیانیوں کو اسلامی شعائر استعمال کرنے سے روکا جائے۔ حکومت ان کے خطرناک عزائم کو روکے اور وطن عزیز کی سلامتی کو یقینی بنائے۔ انھوں نے آصف زرداری کے مدارس بند کرنے کے بیان کی پرزور مذمت کی اور اسے امریکی ایجنڈا قرار دیا۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۱۱؍جولائی) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ اسلام امن اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے۔ مذہبی قوتوں پر دہشت گردی کا الزام بے بنیاد اور مضحکہ خیز ہے۔ وہ مرکزی مسجد عثمانیہ چیچہ وطنی میں نمازِ جمعتہ المبارک کے بڑے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ لادین حکمران غیر ملکی آقاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے مختلف حیلے بہانوں سے قانونِ توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ختم کرنے کے درپے ہیں لیکن غیور مسلمان اِس کے لیے ہر طرح کی قربانی دینے کے لیے تیار ہیں جو کہ ہماری تاریخ کا حصہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ پاکستان کی بقاء قرآن وسنت کی بالادستی اور حکومت الٰہیہ کے نفاذ میں ہے۔ جب تک ملک میں اسلامی نظام رائج نہیں ہوتا اُس وقت تک ملک

میں افراتفری، ظلم وتشدد، ناانصافی اور غربت وافلاس کا خاتمہ ممکن نہیں۔انھوں نے کہا کہ موجودہ حکمران لال مسجد اور جامعہ حفصہ (رضی اللہ عنہا) کے مظلوم طلباء وطالبات کے خونِ ناحق سے کسی بھی صورت نہیں بچ سکتے۔سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ ماں ،بہن اور بیٹی کی عزت وآبرو کی حفاظت کرنا انتہا پسندی اور دہشت گردی نہیں بلکہ اسلامی تشخص کی حفاظت اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی ہے۔انھوں نے کہا کہ دین کی جنگ غیرت اور حمیت کے ساتھ لڑنے کی ضرورت ہے، بزدل حکمران امریکی ایجنڈے کی روشنی میں ملک کی سلامتی کے خلاف خطرناک کھیل کھیل رہے ہیں۔

☆☆☆

فیصل آباد(۶؍جولائی، رپورٹ: محمد طیب قاسمی) انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کے زیرِاہتمام جامعہ قاسمیہ فیصل آباد میں عظیم الشان ''ختم نبوت کانفرنس'' منعقد ہوئی۔جس میں ملک بھر کی نمائندہ شخصیات نے قادیانیوں کی ملک گیر سطح پر بڑھتی ہوئی سرگرمیوں پر اپنی تشویش کا اظہار کیا۔جمعیت علماء اسلام کے رہنما حافظ حسین احمد، کالعدم ملتِ اسلامیہ کے صدر مولانا محمد احمد لدھیانوی، جمعیت علماء اسلام (سینئر گروپ) کے امیر مولانا عبدالرحیم نقشبندی، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے صدر مولانا محمد الیاس چنیوٹی (ایم پی اے) صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی، قاری شبیر احمد عثمانی، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہدالراشدی، مولانا محمد عالم طارق، مولانا شاہ عبدالعزیز، مولانا امیرحمزہ، مولانا محمد یوسف انور، مولانا عبدالرشید انصاری، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا خورشید احمد گنگوہی سمیت متعدد دیگر حضرات نے خطاب کیا۔مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے الزام لگایا کہ گورنر پنجاب اور اعلیٰ سرکاری حکام پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد سے ارتدادی سرگرمیوں میں ملوث نکالے جانے والے قادیانی طلباء وطالبات کے مسئلہ پر سرکاری دباؤ ڈال کر فیصل آباد کے حالات کو دانستہ خراب کر رہے ہیں۔مختلف جماعتوں کے سرکردہ رہنماؤں نے قادیانی سٹوڈنٹس کو قواعد کے مطابق کالج سے خارج کیا گیا تھا۔ان کی بحالی قادیانیت نوازی کی بدترین مثال ہوگی۔کانفرنس میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی ممتاز شخصیات نے بھی شرکت کی اور تحریک ختم نبوت کے مطالبات کی مکمل تائید وحمایت کا اعلان کیا۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۴؍جولائی) پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد سے نکالے گئے سٹوڈنٹس کو واپس لینے، بڑھتی ہوئی قادیانی اِرتدادی سرگرمیوں اور حکومت اور خصوصاً گورنر پنجاب کی قادیانیت نواز پالیسیوں کے خلاف ختم نبوت سٹوڈنٹس جوائنٹ ایکشن کمیٹی کے تعاون سے تحریک طلباء اسلام چیچہ وطنی کے زیرِاہتمام چیچہ وطنی پریس کلب کے باہر ایک پرجوش اور زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا گیا، جس کی قیادت حافظ محمد آصف سلیم، محمد معاویہ راشد، محمد اعظم، سید میر رمیز احمد، محمد شاہد حمید، محمد عمیر چیمہ محمد قاسم چیمہ اور دیگر کر رہے تھے۔طلباء تنظیموں کے کارکنوں نے بھرپور شرکت کی۔طلباء نے اپنے مطالبات پر مشتمل پلے کارڈ زاُٹھا ر رکھے تھے جن پر PMC فیصل آباد سے نکالے جانے والے ۲۳ قادیانی طلباء وطالبات کی بحالی کا فیصلہ نامنظور۔ نامنظور، گورنر پنجاب گورنر ہاؤس کو قادیانیت کی آماجگاہ نہ بنائیں، تعلیمی اداروں کے داخلہ فارموں میں ختم نبوت کا حلف نامہ شامل کیا جائے، PMC فیصل آباد میں ارتداد پھیلانے والے قادیانی سٹوڈنٹس پر مقدمہ درج کیا جائے، سوات وزیرستان اور شمالی علاقہ جات

میں جاری فوجی آپریشن فوری بند کیا جائے، حکمرانو! قادیانیت نوازی ترک کردو' جیسے نعرے درج تھے۔ مظاہرے کے شرکاء پر امن اور منظم طور پر جب پریس کلب بلڈنگ کے قریب پہنچے تو نہایت پرجوش انداز میں حکومت اور قادیانیوں کے خلاف نعرے بازی کر رہے تھے۔ حافظ محمد آصف سلیم، حافظ محمد معاویہ راشد، حافظ محمد اعظم اور محمد عمیر چیمہ نے مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے والدِ گرامی ایم ڈی تاثیر مرحوم نے تو تحفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہونے والے غازی علم الدین شہید کے جنازے کے لیے چارپائی فراہم کی تھی اور وہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری جیسی شخصیات سے متاثر تھے جبکہ گورنر پنجاب اور ان کے ملکیتی اخبارات مسلسل قادیانیوں اور دین دشمنوں کی حمایت کر رہے ہیں۔ مقررین نے کہا کہ پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں ارتداد پھیلانے والے قادیانی سٹوڈنٹس کے خلاف تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔سی کے تحت مقدمہ درج ہونے تک احتجاج کا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ انھوں نے کہا کہ تین جولائی جمعرات کو فیصل آباد میں شٹر ڈاؤن نے ثابت کر دیا ہے کہ نامساعد حالات کے باوجود لوگ عقیدہ ختمِ نبوت کے عقیدہ کے لیے سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔ مقررین نے الزام عائد کیا کہ گورنر پنجاب اور ہیلتھ سیکرٹری نے انکوائری کمیٹی کو مرضی کی رپورٹ تیار کرنے کا حکم صادر کیا اور قادیانیوں کی طرف داری سے کمیٹی کو داغ دار کیا۔ انھوں نے کہا کہ کوئی غیرت مند مسلمان قادیانیوں اور منکرینِ ختمِ نبوت کی حمایت نہیں کر سکتا۔ پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا اور بھٹو نے اپنے آخری ایامِ اسیری میں کہا تھا کہ "قادیانی پاکستان میں وہی حیثیت کرنا چاہتے ہیں جو امریکہ میں یہودیوں کو حاصل ہیں۔" مقررین نے کہا کہ تعلیمی اداروں میں قادیانی طلباء کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے اور اس کے لیے پورے ملک کے تعلیمی اداروں میں مہم چلائی جائے گی۔ طالب علم رہنماؤں نے مطالبہ کیا کہ PMC فیصل آباد سے نکالے گئے قادیانی طلباء و طالبات کو بحال کرنے کا فیصلہ بلاتاخیر واپس لیا جائے، ورنہ یاد رکھیں کہ ۱۹۷۴ء میں بھی قادیانیوں نے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر حملہ کیا تھا اور اب پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کے طلباء کے ایمان کا امتحان لینے کی کوشش کی ہے۔ طلباء برادری اس تحریک کو آگے بڑھائے گی۔ انھوں نے کہا کہ PMC فیصل آباد کے طلباء کسی ڈسپلنری کمیٹی کو نہیں مانیں گے اور نہ ہی کسی انکوائری کمیٹی کا حصہ بنیں گے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۳۰؍جون) ضلع ساہیوال کے ایک سو سے زائد علماءِ کرام اور دینی رہنماؤں نے حج و عمرہ جیسی مقدس عبادت کو دن بدن مہنگا اور مشکل کر دینے پر گہری تشویش ظاہر کی ہے اور کہا ہے کہ حکومت یا تو پی آئی اے کے کرایوں میں نمایاں کمی کرے یا پھر دیگر بین الاقوامی ہوائی کمپنیوں کو بھی حج و عمرہ کے لیے اجازت دے تا کہ لوگ سہولت اور آسانی کے ساتھ اس فریضے کو انجام دے سکیں۔ مرکزی جامع مسجد عیدگاہ ساہیوال کے خطیب مولانا عبدالستار، قاری منظور احمد طاہر، مولانا کلیم اللہ رشیدی، قاری سعید ابنِ شہید، قاری عبدالجبار، قاری محمد قاسم، مولانا منظور احمد، مولانا شاہد محمود احمد، رضوان الدین صدیقی، مولانا عبدالباسط، محمد اسلم بھٹی سمیت ایک سو سے زائد رہنماؤں نے حج و عمرہ کے لیے پی آئی اے کے کرایوں کے بے حد اضافہ کو فوری طور پر واپس لے کر اس پر نظرِ ثانی کا مطالبہ کیا ہے۔ اِن رہنماؤں نے ایک مشترکہ بیان میں یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ حاجیوں اور زائرین کو سامان اور آبِ زم زم کے وزن میں بھی خصوصی رعایت دی جائے اور حکومت سبسڈی دے کر حج و عمرہ کو

سستا بنائے۔ ان رہنماؤں نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ سابق حکومت کی سفارش اقربا پروری اور بدنیتی پر مبنی پرائیویٹ حج آرگنائزر کے فلسڈ کوٹے کے نظام کو بھی ختم کیا جائے اور ان قباحتوں اور کرپشن کی سرپرستی کرنے والے مافیا سے بھی نجات دلائی جائے۔ مذہبی رہنماؤں نے حج ٹوورز گروپ میں لاہور کی ایک قادیانی کمپنی کو شامل کرنے پر شدید احتجاج کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ حج وعمرہ کے لیے جن کمپنیوں کو اجازت نامہ جاری کیا گیا ہے۔ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ کوئی قادیانی یا غیر مسلم کمپنی کسی ہیرا پھیری کے ساتھ اس میں شامل نہ ہو جائے اور جس قادیانی فرم کو اس میں شامل کیا گیا ہے یہ فیصلہ بلا تاخیر واپس لیا جائے۔

☆☆☆

فیصل آباد (۱۱ر جولائی) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں قادیانی طلباء کی اِرتدادی سرگرمیوں اور نکالے گئے سٹوڈنٹس کے حوالے سے صوبائی حکومت خصوصاً گورنر پنجاب اور فیصل آباد کی سرکاری انتظامیہ اور کالج کی انتظامیہ اسلامیان پاکستان اور تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔سی کو ملحوظ رکھیں ورنہ تاخیری حربے استعمال کرکے جو کیفیت پیدا کی جا رہی ہے اس سے کشیدگی بڑھے گی اور فیصل آباد کے غیور عوام حیلے سے قادیانیت کی طرف داری کرنے والے کسی فیصلے کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ ایک بیان میں انھوں نے کہا کہ ڈسٹرکٹ کورمنیجمنٹ نے قادیانیوں کو مقدمے کی تفتیش تک کلاسز جاری رکھنے کی اجازت دے کر حالات کو شعوری طور پر خراب کرنے کی کوشش کی ہے اور اصل صورتحال سے لاعلم رکھ کر روائتی انداز میں دھوکہ دینے کی کوشش نہ کی جائے۔

عالمی قوتیں اسلام اور ایمان پر حملہ آور ہیں، ہمیں محتاط رہنا ہوگا (عبدالرحمٰن جامی نقشبندی)

جلال پور پیروالا (۱۸ر جولائی۔ رپورٹ: محمد مروان عبداللہ فاروقی) عالمی قوتیں اسلام اور ایمان پر حملہ آور ہیں، ہمیں محتاط رہنا ہوگا۔ حکومتیں ہمیشہ باطل کی حمایت اور حق کی مخالفت کرتی ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ حکومتوں نے ہمیشہ باطل کی حمایت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اہل حق کے خون سے ہاتھ رنگے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام تحصیل جلال پور پیروالا نے جامعہ فاروقیہ صوت القرآن کی جامع مسجد بیت الرحیم جلال پور پیروالا میں خطبہ جمعہ میں کیا۔ انھوں نے کہا کہ جو ختم نبوت کے خلاف آواز اٹھائے، قرآن کریم کی مخالفت کرے، اسلام کے بنیادی ارکان کا انکار کرے اور صحابہ کرام کو معیارِ حق نہ مانے اس کے لیے متفقہ لائحہ عمل کے ساتھ دین و دشمن کے خلاف متحد ہو کر دین اسلام کی سربلندی کے لیے مؤثر آواز بلند کرکے جرأت مندانہ کردار اپنانے کی ضرورت ہے۔ مدارس اور مساجد اسلام کے قلعے ہیں جو لوگ مدارس و مساجد کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہ مدارس کی دینی خدمات سے ناواقف ہیں۔ جو لوگ اسلام میں جدت یا ملاوٹ اور آمیزش چاہتے ہیں وہ سمجھ لیں اسلام جب بھی آئے گا خالص آئے گا۔ انھوں نے کہا کہ عریانی وفحاشی کے آلات سے معاشرہ برائیوں کا مرکز بنتا جا رہا ہے اور بعض ٹی وی چینل اسلام دشمن عناصر کے مذموم ایجنڈے کی تکمیل کے لیے کوشاں ہیں۔ جب بھی اسلام کے تحفظ اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے ضرورت پڑی اکابرین احرار کے حکم پر کارکنانِ احرار کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ ہم اربابِ حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ بڑھتی ہوئی فحاشی وعریانی اور مہنگائی کے لیے مؤثر اقدامات کرے۔

چناب نگر (۱۵؍ جولائی) مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام یکم جولائی سے ۱۵؍ جولائی تک چناب نگر کی جامع مسجد احرار میں احرار کے مرکزی ناظم شعبۂ تبلیغ مولانا محمد مغیرہ کی زیر نگرانی ایک پندرہ روزہ کورس ہوا، جس میں مولانا محمد مغیرہ اور مولانا مشتاق احمد نے کلاس روم کی طرز پر طلباء کو لیکچرز دیئے۔ اس میں شریک ہونے والوں کی اکثریت عصری تعلیمی اداروں کے طلباء کی تھی جن میں سے اکثریت کا تعلق چناب نگر کے گردونواح سے تھا جو بہر حال بہت خوش آئند ہے۔ ۱۵؍ جولائی بروز منگل صبح ۹ بجے سے تقریباً ۱۲ بجے دوپہر تک مجلس احرارِ اسلام چناب نگر نے اس کورس کے اختتام پر ایک خوبصورت اختتامی تقریب کا انعقاد کیا۔ جس میں علاقہ بھر سے منتخب افراد نے بھرپور شرکت کی۔ اس تقریب کی صدارت مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر جناب پروفیسر خالد شبیر احمد نے کی جبکہ سیکرٹری جنرل جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے بطور مہمانِ خصوصی شرکت کی۔ جامعہ عربیہ چنیوٹ کے استاد اور ختم نبوت اور ردِ قادیانیت پر مہارت رکھنے والے مولانا مشتاق احمد، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کے نائب امیر قاری شبیر احمد عثمانی، چیچہ وطنی کی مرکزی مسجد عثمانیہ کے خطیب مولانا منظور احمد اور مولانا محمد مغیرہ نے تقریباً تین گھنٹے کے دورانیے پر مشتمل اس خوبصورت تقریب سے خطاب کیا جبکہ جامعہ امدادیہ چنیوٹ کے منتظم مولانا سیف اللہ خالد، جامعہ انوار القرآن چنیوٹ کے مہتمم قاری عبدالحمید حامد اور دیگر حضرات نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ کورس کے شرکاء میں کتابوں کے سیٹ تقسیم کیے گئے۔ پروفیسر خالد شبیر احمد نے اس تقریب سعید سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تحریک ختم نبوت کا کام پوری دنیا میں ترقی پذیر ہے اور فتنہ قادیانیت کی حقیقت عیاں ہو رہی ہے۔ یہ فتنۂ ارتداد اپنے منطقی انجام کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس فتنے کی تباہ کاریوں سے امت کو بچانا تمام دینی قوتوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ مجلس احرارِ اسلام اور تحفظِ ختم نبوت کا مشن لازم وملزوم ہیں۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ دنیا کے بدلتے ہوئے حالات ہم سے متقاضی ہیں کہ ہم انکارِ ختم نبوت پر مبنی فتنوں کا گہرائی سے مطالعہ کریں اور فتنۂ قادیانیت کی اسلام اور ملک وملت کے خلاف سازشوں کی خطرناک بلکہ المناک تاریخ سے نوجوانوں کو آگاہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی گروہ مسلمانوں میں انتشار وافتراق پیدا کرنے کے لیے طویل منصوبہ بندی کے تحت کام کر رہا ہے۔ ''فری میسن'' یہود ونصاریٰ اور ہر دین دشمن تحریک کی پشت پناہی قادیانیوں کو حاصل ہے۔ مولانا مشتاق احمد نے کہا کہ مجلس احرارِ اسلام نے چناب نگر میں ''ختم نبوت کورس'' کا اجراء کر کے اس اہم علاقے کی بنیادی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ردِ قادیانیت میں مجلس احرارِ اسلام کی تاریخی وتحریکی خدمات ہماری قومی ودینی تاریخ کا حصہ ہیں۔ قاری شبیر احمد عثمانی نے کہا کہ نوجوان نسل میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کا شعور پیدا کرنے کے لیے تربیتی کورسز کی ضرورت پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے۔ آنے والے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے صورتِ حال کا حقیقی بنیادوں پر ادراک بے حد ضروری ہو گیا ہے۔ مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ نوجوان طلباء نے اس کورس میں شریک ہو کر ہمارے حوصلے بلند کیے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ پورے ملک میں ریفریشر کورسز کی شکل میں آگے بڑھایا جائے گا۔ تاکہ نوجوان نسل عقیدۂ ختم نبوت سے آگاہی حاصل کرے اور اپنے دشمن کی پہچان کرے۔

قادیانی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفنانے پر سینکڑوں افراد کا احتجاجی مظاہرہ

اوکاڑہ (نامہ نگار) قادیانی دکاندار کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے پر اوکاڑہ میں کشیدگی۔ سینکڑوں افراد کا احتجاجی

مظاہرہ۔قادیانی کی لاش قبر سے نکال کر قادیانیوں کے قبرستان میں دفن کردی گئی۔تفصیلات کے مطابق اوکاڑہ کے گاؤں ۵۵ٹو ایل کے قادیانی دکاندار غلام قادر کا انتقال ہوگیا۔اس کے بیٹوں اور عزیز واقارب نے اسے مسلمانوں کے قبرستان میں سپرد خاک کردیا۔ اس واقعہ کی اطلاع گاؤں کے نمبردار چودھری امان اللہ کو مل گئی اور یہ خبر آناً فاناً جنگل کی آگ کی طرح اوکاڑہ شہر میں پھیل گئی اور اشتعال پیدا ہوگیا۔سینکڑوں کی تعداد میں مسلمان اکٹھے ہوگئے اور علماء کرام بھی کافی تعداد میں وہاں پہنچ گئے۔اس دوران مظاہرین نے نعرہ بازی شروع کردی۔انتظامیہ اور پولیس نفری بھاری تعداد میں پہنچ گئی۔قادیانیوں نے پولیس کی موجودگی میں قبر کشائی کرتے ہوئے نعش نکالی اور قادیانیوں کے قبرستان میں لے جا کر دفن کردی۔(مطبوعہ:روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور،۱۲رجون ۲۰۰۸ء)

غلام قادر قادیانی کو مسلمانوں کو قبرستان میں دفنانے پر سیکڑوں احرار کارکنوں کا مظاہرہ

(اوکاڑہ) مجلس احرار اسلام ملتان کے ناظم نشریات شیخ حسین اختر لدھیانوی نے اوکاڑہ سے ملتان پہنچ کر بتایا کہ تفصیلات کے مطابق اوکاڑہ کے نواحی گاؤں ۴۴ٹو ایل کے قادیانی دکاندار کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے پر اوکاڑہ میں کشیدگی۔احرار کارکنوں،علماء کرام سیکڑوں افراد کا احتجاجی مظاہرہ۔قادیانی کی نعش قبر سے نکال کر قادیانیوں کے قبرستان میں دفن کردی گئی۔تفصیلات کے مطابق اوکاڑہ کے گاؤں ۵۵ٹو ایل کے قادیانی دکاندار غلام قادر کا انتقال ہوگیا۔اس کے بیٹوں اور عزیز واقارب نے اس کے جسدِ خاکی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفنا دیا۔اس امر کی اطلاع گاؤں کے نمبردار چودھری امان اللہ کو مل گئی اور آناً فاناً جنگل کی آگ کی طرح اوکاڑہ میں بھی پھیل گئی اور اشتعال پیدا ہوگیا۔سیکڑوں کی تعداد میں لوگ قبرستان پہنچ گئے۔مجلس احرار اسلام کے رہنما محمد خالد،افتخار مجاہد،شیخ مظہر سعید،ندیم انصاری سمیت ۵۴ٹو ایل کے جامعہ قاسمیہ کے مہتمم مفتی عبدالقیوم بھی قبرستان پہنچ گئے۔اس دوران مظاہرین نے زبردست نعرے بازی شروع کردی۔انسپکٹر تھانہ صدر چودھری محمد اشرف پولیس کی نفری کے ہمراہ جائے وقوعہ پر پہنچ گئے اور احتجاجی مظاہرین سے مذاکرات کیے۔مذاکرات کا سلسلہ شروع کیا۔اس دوران انتقال کر جانے والے غلام قادر قادیانی کے بیٹے عصمت اللہ اور ان کے عزیز واقارب سے کہا گیا کہ نعش کو نکال کر قادیانیوں کے قبرستان میں دفن کریں ورنہ نعش کو نکال کر آگ لگادیں گے۔قادیانیوں نے پولیس کی موجودگی میں قبر کشائی کرتے ہوئے نعش نکالی اور قادیانیوں کے قبرستان میں لے جا کر دفن کردی۔یوں انسپکٹر تھانہ صدر چودھری محمد اشرف نے حالات کو کشیدہ ہونے سے بچالیا۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۲۵رجولائی) مجلس احرارِ اسلام اور تحریک تحفظِ ختمِ نبوت چیچہ وطنی کے رہنماؤں قاری محمد قاسم،مولانا منظور احمد،حافظ حکیم محمد قاسم نے کہا ہے کہ کمالیہ روڈ پر واقع چک نمبر ۵۸۔۳ٹکڑا تھانہ صدر کمالیہ میں قادیانیوں کی اجارہ داری ہے اور سرعام اِرتدادی سرگرمیاں جاری ہیں چند روز پیشتر پولیس نے قادیانی عبادت گاہ سے لاؤڈ اسپیکر بھی اُتار لیا تھا لیکن ذمہ دار قادیانیوں کے خلاف قانون کے مطابق کوئی مؤثر کارروائی نہ ہونے کی وجہ سے اِردگرد اور مضافات میں ردِعمل پیدا ہونا شروع ہوگیا ہے،بتایا گیا ہے کہ جمعہ کے روز ایک ٹی وی چینل کے نمائندہ کو صورتحال کی رپورٹنگ سے اُس وقت ذمہ دار قادیانیوں نے روک دیا جب وہ چک مذکور کی قادیانی عبادت گاہ کے اندر داخل ہوکر صورتحال کا جائزہ لینا چاہتا تھا یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس علاقے میں مساجد کی شکل پر دو قادیانی عبادت گاہیں ہیں جن میں قرآن پاک بھی رکھے ہُوئے ہیں علاقے کے متعدد مسلمانوں

نے کہا ہے کہ قادیانی عبادت گاہوں سے قرآن پاک اُٹھا کر ان کی بے حرمتی ختم کرائی جائے تحریک طلباء اسلام اور ختم نبوت سٹوڈنٹس جوائنٹ ایکشن کمیٹی نے مطالبہ کیا ہے کہ پولیس تھانہ صدر کمالیہ اور متعلقہ حکام فوری نوٹس لے کر چک مذکور میں امتناع قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں ورنہ اس صورتحال سے اشتعال پیدا ہوگا جو نقص امن کا موجب بھی بن سکتا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زندگی امت مسلمہ کے لیے مشعل راہ ہے (تحریک طلباء اسلام ملتان)

ملتان (۲۷ر جون) امام عادل وراشد وبرحق خلیفۂ اول وبلافصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زندگی اور انکی سیرت وکردار امت مسلمہ کے لیے مشعل راہ ہے۔ حکمران خلیفۂ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد ساز نظامِ خلافت سے رہنمائی حاصل کریں۔ اسلام ایک مکمل دین ہے۔ خیالات کا مجموعہ نہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خیالات نہیں دین اسلام کی حکومت قائم کی۔ تحریک طلباء اسلام ملتان کے زیر اہتمام دارِ بنی ہاشم میں منعقد خلیفۂ بلافصل سیمینار کے مقررین نے کہا کہ حکومت اپنی پالیسیوں کو قرآن وسنت کے تابع کرے اور وطن عزیز کو آئین کے مطابق اسلامی ریاست بنائے۔ اجلاس میں تحریک طلباء اسلام کے مقامی امیر علی مردان قریشی، سید عطاء المنان بخاری، حافظ اخلاق احمد، محمد نعمان سنجرانی، حافظ محمد اکرم احرار، محمد سلیمان یمنی، محمد ضیاء اللہ نے خطاب کیا۔

قادیانی پاکستان کے خلاف عالمی سطح پر سازشیں کر رہے ہیں
حکومتِ پاکستان قادیانیوں کی ان ریشہ دوانیوں پر سختی سے نوٹس لے

ملتان (۳۰ر جون) تحریک طلباء اسلام ملتان کے ناظم نشریات سید عطاء المنان بخاری نے کہا ہے کہ قادیانی پاکستان کے خلاف عالمی سطح پر سازشیں کر رہے ہیں۔ یہود ونصاریٰ قادیانیوں کی مکمل حمایت کر کے انھیں بھرپور تحفظ دے رہے ہیں۔ حکومتِ پاکستان قادیانیوں کی ان ریشہ دوانیوں پر سختی سے نوٹس لے۔ خصوصاً گورنر پنجاب قادیانیوں کی حمایت کر کے مسلمانوں کی حق تلفی نہ کریں۔ انھوں نے کہا کہ چند روز قبل قادیانیوں کے سربراہ مرزا مسرور نے امریکی ریاست پنسلوانیہ میں اپنے سالانہ سہ روزہ اجتماع سے خطاب کیا اور حکومت پاکستان پر بہتان طرازی کرتے ہوئے کہا کہ ''قادیانیوں پر پاکستان میں طرح طرح کے مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اور انھیں صحیح طرح سے حقوق نہیں دیے جا رہے۔ حکومت پاکستان قادیانیوں پر جبر وتشدد کے پہاڑ توڑ رہی ہے۔'' انھوں نے قادیانی سربراہ کے اس بیان کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ مرزا مسرور نے اپنے پیش رو (مرزا قادیانی) کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جھوٹ اور کذب کو اپنا ایمان بنایا ہوا ہے۔ قادیانیوں کو پاکستان میں وہ تمام حقوق حاصل ہیں جو دیگر اقلیتوں کو میسر ہیں۔ سید عطاء المنان بخاری نے کہا کہ موجودہ حکومت اپنے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی طرح قادیانیوں کے ساتھ کسی بھی طرح کا نرم گوشہ اختیار نہ کرے بلکہ جس طرح سے انھوں نے بغیر کسی دباؤ کے قادیانیوں کو آئینی اور قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا، موجودہ حکومت بھی انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قادیانیوں کو انکی حدود میں رکھے اور اسلامی اصولوں کے عین مطابق ان کے ساتھ اقلیتوں والا سلوک روا رکھے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۹ر جولائی) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ اب تو یہ بات

پایۂ تکمیل تک پہنچ چکی ہے کہ پرویز مشرف کو ملکی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے ایجنڈے پر عمل درآمد کے لیے لایا گیا تھا اور وہ اپنے آٹھ سالہ دورِ اقتدار میں اسی ایجنڈے کے لیے سرگرم رہے ہیں۔ موجودہ گھمبیر صورتحال بھی پرویز مشرف ہی کی ''تخلیق'' ہے جو امریکی وصہیونی احکامات کی بجا آوری کا شاخسانہ ہے۔ یہی وہ شخص ہے کہ جو شخصی اقتدار کے لیے ملکی سلامتی تک کو داؤ پر لگائے ہوئے ہے۔ طلباء سمیت تمام طبقات کو آگے بڑھ کر ان مشکل حالات میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ وہ تحریک طلباء اسلام کے ضلعی کنونشن سے مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے خطاب کر رہے تھے۔ تحریک طلباء اسلام کے رہنما محمد آصف سلیم، حافظ محمد معاویہ راشد، اور دیگر طالب علم رہنماؤں نے بھی کنونشن سے خطاب کیا۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۹ر جولائی) تحریک طلباء اسلام چیچہ وطنی کے ایک انتخابی اجلاس میں متفقہ طور پر ملک محمد آصف مجید (صدر)، حافظ محمد عمران قریشی (نائب صدر)، محمد قاسم چیمہ (جنرل سیکرٹری) اور محمد عمیر چیمہ (ناظم نشریات) منتخب کر لیا گیا۔ یہ فیصلہ حافظ محمد آصف سلیم اور حافظ محمد اعظم کی صدارت میں ہونے والے اجلاس میں کیا گیا جو ضلعی کنوینیر محمد معاویہ راشد اور معاون خصوصی شاہد حمید کی نگرانی میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی سرپرستی قاری محمد سدید نے کی اور مدارس دینیہ اور تعلیمی اداروں کے طلباء اور نوجوانوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے پی ایم سی فیصل آباد میں قادیانی اِرتدادی سرگرمیوں پر گہری تشویش ظاہر کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ کالج سے نکالے گئے قادیانی طلباء طالبات کو بحال کرنے کی کوئی بھی سازش کامیاب نہیں ہونے دی جائے گی۔

☆☆☆

کراچی: مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری اور ''نقیبِ ختم نبوت'' کے مدیر سید محمد کفیل بخاری نے اشرف المدارس کے مہتمم مولانا حکیم محمد مظہر صاحب سے ٹیلی فون پر حضرت عارف باللہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کی عیادت دل کے کامیاب آپریشن پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے جلد صحت یابی کی دعا کی۔ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ بزرگانِ دین اور اولیاء کرام کا سایہ تادیر صحت وعافیت کے ساتھ سلامت رکھے اور مریدین اور جملہ مسلمانوں کو روحانی اور اخلاقی اصلاح کی توفیق عطاء فرمائیں۔ ابومحمد عثمان احرار نے جملہ مسلمانوں سے دعاءِ صحت کا خصوصی اہتمام کرنے کی درخواست کی۔

نلکنڈہ میں مزید آٹھ قادیانی مسلمان ہوگئے

نلکنڈہ (ثنا نیوز) بھارت کے ضلع نلکنڈہ میں کاسرلہ پہاڑ (اروا پلی منڈل) قادیانیوں کا گڑھ جانا جاتا ہے۔ جہاں مزید آٹھ قادیانیوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اس سلسلہ میں جلسہ تحفظ ختم نبوت ورد قادیانیت ورد عیسائیت سے مولانا مفتی عبدالغنی مظاہری صدر جمعیت علماء حیدرآباد نے خطاب کرتے ہوئے امتِ مسلمہ کو اپنے ایمان کی حفاظت پر زور دیا ہے۔

(روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور، یکم جولائی ۲۰۰۸ء، ص ۵)

ادارہ

مسافرانِ آخرت

★ بھائی قمرالدین مرحوم رحمتہ اللہ علیہ: تبلیغی جماعت ملتان کے قدیم اور مخلص ساتھی۔ انتقال: ۴؍جولائی ۲۰۰۸ء

★ محمد مبین مرحوم: مجلس احرار اسلام رحیم یار خان کے رہنما حافظ محمد عباس صاحب کے والد ماجد۔ انتقال: ۱۱؍جولائی ۲۰۰۸ء

★ قاری محمد طاہر رحیمی رحمہ اللہ: گزشتہ ماہ مدینہ منورہ میں رحلت فرما گئے اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔

★ محمد حنیف کشمیری ایڈووکیٹ کی ہمشیر مرحومہ: ختم نبوت ٹرسٹ کراچی کے قانونی مشیر جناب محمد حنیف کشمیری ایڈووکیٹ کی ہمشیر گزشتہ ماہ لاہور میں انتقال کر گئیں۔

★ قاری عبدالواحد علوی رحمہ اللہ: ہاسپٹل کمپلیکس اسلام آباد کی مسجد کے خطیب و امام تھے۔ شیخ الحدیث مولانا نور محمد رحمہ اللہ (پنڈی گھیپ ضلع چکوال) کے خاندان کے فرد فرید تھے۔

★ مولانا سیف الرحمٰن المہند (صدر مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ) کی ہمشیر اور مولانا محمد قاسم صاحب کی اہلیہ مرحومہ۔ انتقال: ۱۹؍جولائی ۲۰۰۸ء

★ شیخ محمد فاروق (ساکن شارجہ) کے والد ماجد قدیم احرار کارکن حاجی محمد شیخ رحمہ اللہ۔ انتقال: جولائی ۲۰۰۸ء، گوجرانوالہ

★ حافظ محمد امین صاحب (۱۰۰ چک گڑھا موڑ) کی بڑی ہمشیر، انتقال: ۱۸؍جولائی ۲۰۰۸ء

★ اہلیہ مرحومہ، حضرت حافظ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ (والدہ مفتی عبدالحکیم صاحب خیر المدارس) ۲۴؍جولائی ۲۰۰۸ء

★ میاں محمد سلمان رحمتہ اللہ علیہ: ہمارے کرم فرما اور شفیق، میاں محمد سلمان صاحب طویل علالت کے بعد ۲۷؍جولائی ۲۰۰۸ء کو لاہور میں انتقال کر گئے۔ مرحوم انتہائی صالح اور وضع دار انسان تھے۔ وہ مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب ناظم میاں محمد اویس اور میاں محمد عتیق کے ماموں اور پنجاب اسمبلی کے رکن حافظ میاں محمد نعمان کے والد ماجد تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے نیز پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

قارئین سے ایصالِ ثواب کے اہتمام اور دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

دعائے صحت

★ پریس کلب چیچہ وطنی کے سرپرست اور ہمارے بزرگ و مہربان شیخ محمد اسلم صاحب شدید علیل ہیں۔ وہ قیامِ پاکستان سے قبل آل انڈیا مجلس احرار اسلام کے رہنما مفکرِ احرار چودھری افضل حق کی یاد میں جاری کیے گئے ہفت روزہ ’’افضل‘‘ سہارن پور کے مدیر شیخ محمد صادق مرحوم کے فرزند ہیں۔

★ مجلس احرار اسلام جلال پور پیروالا کے صدر قاری عبدالرحیم فاروقی کی دختر، عبدالرحمٰن جامی اور اُن کی دختر علیل ہیں۔

★ مدرسہ معمورہ ملتان کے سفیر ابو معاویہ محمد بشیر چغتائی گزشتہ ماہ سے علیل ہیں۔

احباب و قارئین سے دعاءِ صحت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

مدرسہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

بیاد: مجاہدِ ختم نبوت، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ و مسجد مسلمانوں کی بنیادی ضرورت ہے۔ معلمِ انسانیت، رحمۃ اللعالمین، خاتم النبیین، سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دارِ ارقم مکہ مکرمہ اور مسجدِ نبوی مدینہ طیبہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مسلمانوں کی اس بنیادی تعلیمی، تبلیغی اور تربیتی ضرورت کو پورا فرمایا۔ ''صفہ'' پہلا باقاعدہ مدرسہ ہے جہاں طالبانِ دینِ حق ''اصحابِ صفہ'' جمع ہوئے اور براہِ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دینِ اسلام کی تعلیم حاصل کی۔ اسی درس گاہِ نبوی سے اللہ تعالیٰ کی مطلوبہ جماعت مؤمنین کاملین تیار ہوئی جس نے جہالت کے اندھیروں کو ختم کر کے معاشرے کو علمِ قرآن و حدیث کی روشنی سے منور کر دیا۔ دنیا میں علم آ گیا اور امن قائم ہو گیا۔

مدرسہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

قرآن و حدیث کی تعلیم اور مسلمانوں کی دینی تربیت اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ 2006ء میں چند اہل خیر کے تعاون سے سوا کنال اراضی خریدی گئی جس پر اب تعمیر شروع کی جا رہی ہے۔

(1) مسجد سیدنا ابوبکر صدیق　(2) دار القرآن　(3) دار الاقامہ (طلباء اور اساتذہ کی رہائش گاہیں)
(4) دار التبلیغ تحفظ ختم نبوت　(5) لائبریری　(6) کمپیوٹر لیب (7) ڈسپنسری

مسجد و مدرسہ کے علاوہ دیگر شعبوں کی تعمیرات کے لیے سوا کنال جگہ ناکافی ہے۔ اس کے لیے مزید جگہ کی ضرورت ہے۔ تاہم فوری طور پر مسجد و مدرسہ کی تعمیر شروع کی جا رہی ہے۔

اہل خیر سے درخواست ہے کہ نقد اور سامانِ تعمیر دونوں ذریعوں سے تعاون فرما کر صدقہ جاریہ میں اپنا حصہ ادا کریں۔ والدین کے لیے صدقہ جاریہ کا بہترین مصرف ہے۔ دنیا و آخرت کی بھلائی اور ثواب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

الداعی الی الخیر: قاری محمد یوسف احرار، خطیب جامع مسجد ربانی، اکرم آباد، لاہور کینٹ

مدرسہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، ریس کورس کالونی (کیلا کالونی) چندرائے روڈ لاہور۔ پاکستان

رابطہ: 0322-4063263, 0300-4531687

اکاؤنٹ نمبر: 7-1178، بینک کوڈ: 0933، الائیڈ بینک لمیٹڈ، کیولری گراؤنڈ، لاہور کینٹ

جنت میں گھر بنائیے

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام
چیچہ وطنی کے زیر اہتمام

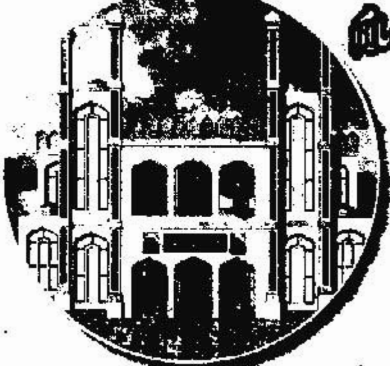

مرکزی مسجد عثمانیہ

تقریباً دو کنال رقبے پر مشتمل مسجد اور ملحقات تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں اور بجلی کی وائرنگ کا کچھ کام ابھی باقی ہے۔ 45x60 کے مسجد کے ہال میں مستقبل میں ائرکنڈیشنڈ کے بڑے یونٹ لگانے کے لیے ابھی سے حسب ضرورت زمین دوز وائرنگ کا اہتمام کرلیا گیا ہے۔ اب تک تقریباً ساٹھ لاکھ روپے سے زائد خرچ ہو چکا ہے جبکہ رنگ روغن، بالائی حصے کے دروازے، ہال کے لکڑی کے مین دروازے، منبر و محراب کے کام سمیت متعدد متفرق کام ابھی باقی ہیں۔ جن کے لیے کم از کم تیس لاکھ روپے کا تخمینہ ہے جبکہ ائرکنڈیشنڈ کا خرچہ اس کے علاوہ ہے۔

بحمداللہ **مرکزی مسجد عثمانیہ** مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کا یکے بعد دیگرے تیسرا مرکز ہے۔ جو ان شاء اللہ تعالیٰ مستقبل میں اپنی شناخت اور نظریاتی و فکری کام خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے منفرد کردار ادا کرے گا۔ مسجد عثمانیہ کی تکمیل کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ چیچہ وطنی میں چوتھے مرکز احرار **"مسجد ختم نبوت اور ختم نبوت سنٹر"** رحمان سٹی ہاؤسنگ سکیم اوکانوالہ روڈ چیچہ وطنی کی تعمیر کا آغاز کیا جائے گا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے: ایں سعادت بزور بازو نیست

جملہ احباب و معاونین سے درخواست ہے کہ دعا اور تعاون جاری رکھیں

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر: 9-2324 نیشنل بینک جامع مسجد بازار چیچہ وطنی
اکاؤنٹ بنام: مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی

منجانب: انجمن مرکزی مسجد عثمانیہ (رجسٹرڈ) ای بلاک اڈانکم ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی 0300-6939453

ختم نبوت کورس

محاضراتِ ختم نبوت

6 تا 15 شعبان 1429ھ

9 تا 18 اگست 2008ء

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

زیر سرپرستی

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سیّد عطاءالمہیمن بخاری مدظلہ
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

عنوانات

1 - عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں
2 - حیات سیدنا عیسٰی علیہ السلام
3 - انکارِ ختم نبوت پرمبنی فتنوں کی تاریخ
4 - ردّ قادیانیت پر بحث ومکالمہ کا طریقہ کار
5 - عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانیت
6 - آئین سے متصادم قادیانی سرگرمیاں
7 - قادیانی سازشیں اور ان کا توڑ
8 - انکارِ ختم نبوت کی نئی شکلیں (فتنہ اہل قرآن، فتنہ انکارِ حدیث، سوشل ازم، جمہوریت، نظریۂ امامت)
9 - تعارف وتاریخ مجلس احرار اسلام
10 - انسانی حقوق اور غیر مسلم اقلیتیں
11 - احرار اور محاسبۂ قادیانیت
12 - اسلام، مغرب اور انسانی حقوق
13 - تحفظ ختم نبوت اور اسوۂ اکابر

شرائط

★ دینی مدارس کے درجہ ثالثہ اور اس سے اوپر کے درجات کے طلباء
دیگر تعلیمی اداروں کے کم از کم میٹرک پاس اور اس سے اوپر کے طلباء
★ 20 رجب سے 30 تک داخلہ ہوگا۔ سادہ کاغذ پر درخواست
مع فوٹو سٹیٹ شناختی کارڈ
★ رہائش وخوراک کا انتظام ادارہ کے ذمہ ہوگا۔
تاہم موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
★ سو فیصد حاضری اور بہتر استعداد والے طلباء کو انعامات
دیئے جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

رابطہ

ملتان: 0300-6326621، 061 -4511961
لاہور: 0300-4240910، 042 -5865465
چیچہ وطنی: 0300-6939453، 040 - 5482253
چناب نگر: 0301-3138803، 047 - 6211523

منجانب تحریک تحفظ ختم نبوت شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی
سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ
1989

جامعہ بستانِ عائشہ

کی تعمیر شروع ہے

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

فی کمرہ لاگت
3,00,000
(تین لاکھ روپے)

مخیّر حضرات

نقد رقوم، اینٹیں، سیمنٹ
سریا، بجری اور دیگر سامانِ تعمیر
دے کر جامعہ کے ساتھ

تخمینہ
30,00,000
(تیس لاکھ روپے)

تعاون
فرمائیں

★ 1989ء میں دارِ بنی ہاشم کے رہائشی مکان
میں ایک معلّمہ سے بچیوں کی دینی تعلیم کا آغاز کیا گیا۔
★ مدرسہ میں شعبہ حفظ و ناظرہ، ترجمۂ قرآن و تفسیر اور فقہ کی تعلیم جاری ہے

نوٹ

اپنے عطیات، زکوٰۃ و صدقات جلد از جلد عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں
تاکہ جامعہ کا تعلیمی سلسلہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہ سکے۔ (جزاکم اللہ خیر)

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621

ترسیلِ زر
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مہتمم جامعہ بستانِ عائشہ ملتان

Designed by 0300-7345096